

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

اکاؤن وال اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 21 اپریل 2018ء بروز ہفتہ برابق 04 شعبان المعلم 1439 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	04
3	مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش اور منظور کیا جانا۔	05
4	مشترکہ مذمتی قرارداد منجانب: میر سرفراز احمد بگٹی، جناب طاہر محمود خان، ڈاکٹر عبدالمالک بلوج، جناب رحمت صالح بلوج، حاجی محمد اسلام بلوج اور جناب ولیم جان برکت ارائیکین اسمبلی۔	
5	مشترکہ قرارداد نمبر 118 منجانب: تمام ارائیکین اسمبلی۔	27

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر----- میڈم راحیلہ حمید خان دُرانی
 ڈپٹی اسپیکر----- میر عبدالقدوس بزنجو

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- جناب شمس الدین
 ائیڈشنس سیکرٹری (قانون سازی)۔۔ جناب عبدالرحمن
 چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہواني



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 21 اپریل 2018ء بروز ہفتہ برتاؤ 04 شعبان المعمظم 1439 ہجری، بوقت شام 05:00 بجے پر زیر صدارت محترمہ یاسمین بی بی لہڑی، چیئر پرسن، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔
میڈم چیئر پرسن: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتَلَوُّ عَلَيْكُمْ إِيْشَنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعِلِّمُكُمُ الْكِتَابَ
وَالْحِكْمَةَ وَيُعِلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوْا تَعْلَمُوْنَ فَادْكُرُوْنِيْ اذْكُرُكُمْ
وَاشْكُرُوْلِيْ وَلَا تَكُفُرُوْنِ ﴿١٥٣﴾ يَا يَاهَا الَّذِينَ امْنَوْا اسْتَعِنُوْا
بِالصَّابِرِ وَالصَّلُوْهٖ طِإِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ ﴿١٥٤﴾

﴿پارہ نمبر ۲ سورہ البقرۃ آیات نمبر ۱۵۳ تا ۱۵۴﴾

ترجمہ: جیسا کہ بھیجا ہم نے تم میں رسول تم ہی میں کا پڑھتا ہے تمہارے آگے آئیں ہماری اور پاک کرتا ہے تم کو اور سکھلاتا ہے تم کو کتاب اور اس کے اسرار اور سکھاتا ہے تم کو جو تم نہ جانتے تھے۔ سو تم یاد رکھو مجھ کو میں یاد رکھوں تم کو اور احسان مانو میرا اور ناشکری مت کرو۔ اے مسلمانو! مدد لو صبر اور نماز سے بیٹک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔
وَمَا عَلِمَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

میڈم چیئرمین: جزاک اللہ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قواعد و انضباط کارجمنیہ 1974ء کے قائدہ نمبر 33 (الف) کے تحت آج وقفہ سوالات نہیں ہوگا۔

سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھ لیں۔

جناب شمس الدین (سیکرٹری اسمبلی): میر عبدالکریم نوشیر وانی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئئے سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

میڈم چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ ڈاکٹر قیۃ سعید ہاشمی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوفہ کوئئے سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گی۔

میڈم چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ اگر آپ آپ اپ میں بات نہ کریں۔ جعفر صاحب! آپ کی توجہ چاہیے۔ آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب رحمت صالح بلوچ صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ وہ کوئئے سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مفتی گاب خان صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ وہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر حمل کلمتی صاحب نے کوئئے سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ ظفر اللہ خان زہری صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ وہ کوئئے سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب نے بذریعہ فون پارٹی انجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم چیئرپرنس: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

میڈم چیئرپرنس: ایوان کی کارروائی مجلس قائمہ کی روپورٹ کا پیش اور منظور کیا جانا۔ چیئرپرنس، مجلس قائمہ برائے تعلیم و خواندگی اور غیر رسی تعلیم، کو اٹھی ایجوکیشن، صدارتی پروگرام، سائنس اور انفارمیشن ٹیکنالوجی، مکملہ تعلیم میں، کارروائی کو ہم چلنے دیں گے۔ اسکے بعد میں آپ کو موقع دو گئی ڈاکٹر صاحب! سائنس اور انفارمیشن ٹیکنالوجی مکملہ تعلیم میں NTS پاس ہڑتاںی امیدواروں سے مطلق تحریک پیش کریں۔ جی چیئرپرنس خود نہیں ہیں اُنکی جگہ پر کمیٹی کی ممبر معصومہ صاحبہ پیش کریں گی۔

محترمہ معصومہ حیات: thank you اپنیکر صاحبہ۔ میں معصومہ حیات، چیئرپرنس مجلس قائمہ برائے تعلیم و خواندگی اور غیر رسی تعلیم، کو اٹھی ایجوکیشن، صدارتی پروگرام، سی ڈی ڈبلیو، سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی کی جانب سے تحریک پیش کرتی ہوں کہ مکملہ تعلیم میں NTS پاس ہڑتاںی امیدواروں کے معاملے پر غور و خوض کی بابت کمیٹی کی روپورٹ کو فوراً ریغور لا جائے۔

میڈم چیئرپرنس: تحریک پیش ہوئی۔ آیا مکملہ تعلیم میں NTS پاس ہڑتاںی امیدواروں کے معاملے سے متعلق کمیٹی کی روپورٹ کو فوراً ریغور لا جائے؟ جی اس پر ایوان کی رائے چاہیے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: میڈم!

میڈم چیئرپرنس: نہیں۔ اس پر reason کیا ہے؟

جناب نصراللہ خان زیرے: ابھی اس پر جو تجویز رکھی گئی ہے۔ یہ ہم تجویز ہے۔

میڈم چیئرپرنس: اچھا! آپ اپنی suggestion دیدیں نصراللہ زیرے صاحب!

سردار عبدالرحمن کھیڑان: اسکو لے آئیں اُس پر ہم بات کریں گے۔ منظوری کیلئے ہم نہیں جائیں گے اسکی۔

میڈم چیئرپرنس: آپ اپنی suggestions دے دیں۔ تحریک منظور ہوئی۔ مکملہ تعلیم میں NTS پاس ہڑتاںی امیدواروں سے متعلق کمیٹی کی روپورٹ کو فوراً ریغور لا جاتا ہے۔

آغا سید لیاقت علی: چیئرپرنس صاحبہ! یہ مجلس قائمہ کی روپورٹ یہاں ٹیبل کی گئی ہے یا جسکی ابھی آپ نے زیر غور لانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس میں کچھ ابہام ہیں۔ ایک یہ کہ جتنے بھی لڑکے کچھلی دفعہ پاس ہوئے تھے یا جو بھی NTS میں آئے تھے۔ اُنکی تعداد میرے خیال میں کوئی پچاس ہزار کے قریب تھے۔۔۔ (مداخلت)۔ میں آرہا ہوں۔ اگر آپ لوگ مجھے چھوڑیں۔ پچاس ہزار پاس ہوئے تھے۔ forty four forty three thousand یا thousand یہ فیل ہو گئے تھے۔ پھر ان پچاس ہزار میں سے کچھ لڑکے لگ گئے تھے۔ پھر اس میں جو سب سے

بڑی چیز ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ یونین کو نسل کی basis پر لیا جائے۔ اب بلوچستان میں چنی یونین کو نسل ہے۔ اکثریت میں ٹیچر کی ضرورت نہیں ہے پوٹھیں نہیں ہیں۔ اب جو لڑکے پانچ، پانچ ہر یونین کو نسل سے۔ اول تو پانچ لڑکوں نے NTS ہر یونین کو نسل سے پاس ہی نہیں کیا۔ پھر پوٹھیں ادھراً تھی نہیں ہیں۔ پھر اس میں ایک سب سے بڑی چیز وہ آجائیگی دھاندی۔ وہ یہ ہوگی کہ میں اپنی یونین کو نسل میں پانچ پوست لے جاؤ گا۔ سردار صاحب اپنی یونین کو نسل میں لے جائیگا۔ ہر ایک کوشش کریگا کہ دھاندی کے ذریعے لے جایا جائے، یہ ایک۔ پھر اس پر ہمیں اس ہاؤس کو اعتماد میں لیا جائے کہ آیا اگر آپ ہر صلح پر پانچ NTS toppers کو لینا چاہتے ہیں۔ تو ان پانچ کی لست provide کیا جائے۔ تاکہ ہمیں پہنچے پانچ سے سات تک۔ ایک سے سات تک کیا جائے۔ ممکن ہے کوئی اُس میں کسی کو کدھری employment مل گیا ہو۔ کوئی نہیں آنا چاہتا ہو۔ کوئی کچھ ہو۔ تو اُسکی جگہ جو ہے میری suggestion یہ ہے کہ ایک سے سات تک ہر ڈسٹرکٹ پر لست provide کیجائے کہ یہ toppers ہیں اُنکے بغیر پھر کوئی دوسرا نہیں ہوگا۔ منظر صاحب چلے گئے ہیں اس وقت اگر آپ اس کو دیکھ لیں۔ چیف منظر صاحب! آپکی توجہ چاہتا ہوں صرف اس بات پر کہ منظر صاحب بیٹھے ہیں، جنگلات کی لست میں منظر صاحب کا یہ کہنا ہے کہ Previous Minister نے یہ سارے کیئے ہیں۔ جب کہ ہمارے پاس وہ لست ہے Provius Minister کی۔ کہ اُس لست میں نئے لوگ آئے ہیں۔۔۔ (مداخلت) اسی پر آرہا ہوں۔ نہیں، آپ نہیں سمجھے۔۔۔ (مداخلت) سردار صاحب! آپ دیکھیں۔

میدم چیئر پرنس: سردار صاحب! آپ بات کر لیں۔ لیکن اسکے ساتھ اگر link ابنتا ہے تو۔

آغا سید لیاقت علی: سردار صاحب! اسی پر آرہا ہوں۔ اگر یہ چیزان NTS test میں آیا تو اس سے بہت زیادہ افراتفری پھیلے گی۔ اور ممکن ہے لڑکے کو رٹ میں چلے جائیں۔ یا ممکن ہے کہ کچھ ایک دوسرے کے ساتھ اُلچ جائیں۔ تو اس سے نچھے کیلئے میری تجویز یہ ہے جناب چیف منظر صاحب! کہ ہم بالکل یہ چاہتے ہیں کہ یہ NTS pass لڑکے، toppers جو ہیں وہ لگ جائیں۔ لیکن لست provide کیجائے۔ ہر ڈسٹرکٹ کی ایک سے سات تک toppers کو نئے لڑکے ہیں؟ اُن سات میں سے جو پانچ ہیں اُنکو باقاعدہ اُن میں سے appoint کیا جائے۔ یہ میری تجویز ہے۔

میدم چیئر پرنس: اچھا ٹھیک ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں جو toppers ہیں one, two, five اُنکو concider کریں۔ لیکن لست provide کیجائے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: یہ one to seven نہیں one to five کی بات کریں۔

میڈم چیئرپرنسن: ایک منٹ۔ جی۔

محترمہ معصومہ حیات: ایک تو آپ نیچے دیکھ لیں۔ یونین کوسل یا ضلعی سطح پر۔ یہ صرف یونین کوسل نہیں تھا۔ اور ساتھ ہی جو آپ لسٹ کی بات کر رہے ہیں۔ بالکل دوسال پہلے بھی میں نے یہی بات کی تھی۔ یہ DC کا فرض ہوتا ہے کہ ہم لوگوں کو وہ لسٹ provide کریں جو topper کی ہو۔ بالکل اس میں سب کچھ آرہا ہے۔

آغا سید لیاقت علی: میڈم! ان میں سے ممکن ہے ایک، دونکل گئے ہوں یا کدھری لگ گئے ہوں۔

میڈم چیئرپرنسن: بالکل۔ آپ پہلے انکو زیر غور لا کیں اُس کے بعد ہم اس پر بحث کریں۔

آغا سید لیاقت علی: نہیں نہیں۔ ایک سے five تک لا کیں گے۔ اور seven کی لسٹ ہو۔ ممکن ہے وہ میں جو انکے پاس toppers ہیں۔۔۔

جناب نصراللہ خان وزیرے: لگتے تھے، انکی پوسٹ ہے۔

میڈم چیئرپرنسن: جی آپ آپس میں بات کر رہے ہیں۔ اجازت لیکر بات کریں۔ جی سردار صاحب! آپ بات کریں، اسکے بعد پھر سردار رضا بڑجی صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: شکریہ میڈم چیئرپرنسن۔ ایسا ہے کہ اس کمیٹی میں ہم بھی تھے۔ اس پر تفصیلی ہم نے بات کی ہے۔ وہاں بھی اختلاف ہے۔ میڈم چیئرپرنسن! اس میں بات یہ ہے کہ یہ 2013، 2014 اور 2015 کی process ہے۔ آپ اگر وہ 2015ء والے کو consider کرتے ہیں تو پھر یہ ہاؤس یا قانون سازی کر لے کے پہلے سروں کمیشن میں چار پوٹین ٹکتی ہیں۔ جتنے پاس ہوتے ہیں پھر وہ جو fresh آر ہے ہیں انکو یہ وزگاری رہنے دیں۔ وہ جو لسٹ میں میں پاس ہیں۔ چار پوٹین 2018ء میں ٹکتیں۔ پانچ پوٹین 2019ء میں۔ پھر پوٹین۔ کرتے کرتے جب یہ پہلے والے ختم ہو جائیں۔ پھر نئے سرے سے وہ جو پھر پیچھے ہیں۔ جنہوں نے گرججویش کیے ہیں۔ یہ ایک wishes circle ہے۔ جسے وہ شیطان کی آنت کہتے ہیں نا۔ یہ چیز غلط ہے اسکو ہم نے نہیں مانا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ، میں نے ادھر proof دیئے تھے منسٹر ایجکیشن، رحیم زیارت وال صاحب کو۔ اپنے ڈسٹرکٹ کے proof دیئے تھے کہ اُس نے پورا کمپیوٹر ہی الٹ دیا۔ اس یونین کا ادھر چلا گیا، اُس یونین کا ادھر چلا گیا۔ جو NTS میں جس کے 10 مارکس ہیں وہ پانچ پر آ گیا۔ پانچ، وس پر چلا گیا۔ اور کچھ لوگوں کے آرڈر ہوئے۔ پھر اسپر انکوارٹی ہوئی۔ انکوارٹی آج تک اُسکا نہ کوئی نیٹ شیل نہیں آیا ہے۔ اُس نے confess کیا ہے۔ جس بندے نے کیا تھا کہ میں نے کیا ہے۔ وہ آج بھی بدستور اپنی تجوہ بھی لے رہا ہے۔ سیٹ پر ہے۔ ٹیچر زایسوی ایشن کا president بھی بنا ہوا ہے۔

میڈم چیئرمین: اس میں ویسے سردار صاحب! جو پاؤنٹ ہے سفارشات میں وہ یہی ہے کہ investigation کر کے آپ اس پربات کریں۔ جی۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: ہم اسی پر آتے ہیں، ہم agree کرتے ہیں۔ ہم جو آخری اسکی finding ہے جی اس میں آجائیں۔ ہم اس حد تک جانے کو تیار ہیں کہ with the condition کے جو بھی ہوگا، ہڑتال پر بیٹھ جائیگا کہے گا کہ میرا حق ہے تو صوبائی حکومت یا مرکزی حکومت knee-down ہو جائے۔ اس کے آگے گھٹنے لیک دے کہ جی آپ لوگ ہم اسم اللہ کریں۔ جیسے کہ کیا گیا آپ کے وہ اسلام آباد میں۔ مولوی بیٹھا۔ اسکے آگے جا کر ایگر یمنٹ ہوئے۔ یہ چیزیں غلط ہیں۔ اسکو ہم condemn کرنا ہے۔

میڈم چیئرمین: ٹھیک ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: with the condition میڈم چیئرمین! ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس کا حل نکلے۔ حل یہ ہے کہ جیسے پوری کمیٹی نے جس پر اختلاف ہی نہیں ہے۔

میڈم چیئرمین: ڈاکٹر حامد صاحب! اگر ہم سردار صاحب کی باتیں خور سے سنیں۔ سی ایم صاحب! آپ کی توجہ چاہیے۔ جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: اس میں دورائے نہیں ہیں کہ پوری کمیٹی کہہ رہی سفارشات میں مجلس مناقشہ طور پر سفارش کرتی ہے کہ NTS, 2015ء مکملہ تعلیم کی بھرتیوں میں ہونے والی بے قاعدگیوں کی تحقیقات اور ذمہ داروں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے۔ اس پر کمیٹی کی سفارش آگئی۔

میڈم چیئرمین: آپ کا پاؤنٹ آگیا اس پر بلکل۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: اس حد تک ہم اس پر agree کرتے ہیں۔ انکو اُری ہو جائیگی ذمہ داروں پر جس پر responsibility fix ہوتی ہے وہ ہو جائیگی۔ جس نے نوکری سے نکلا ہے نکل جائیگا۔ جو گھپلے ہوئے ہیں وہ رپورٹ آجائے اُس کے بعد پھر toppers کے۔ ہمیں کیا پتہ ہے کہ یہ topers اس میں گھپلا کر کے topers بنے ہوئے ہیں۔ میں نے unfair mean استعمال کیتے۔ میں topers بن گیا ہوں۔ تو سینکڑ جو اس کا پارٹ ہے اُس وقت تک اسکو as it is رہنے دیا جائے۔ first part کی میں ہاؤس سے گزارش کروں گا کہ منظوری دیدیں اس پر انکو اُری ہو جائے۔ سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ جس فورم پر بھی کرانا چاہتے ہیں، ہم agree کرتے ہیں۔

میڈم چیئرمین: مطلب جہاں تک میں آپ کی بات کو سمجھی ہوں۔ آپ کو topers پر اعتراض نہیں ہے۔ پہلے

investigation ہو۔ جو بھی real topper ہیں آپ کہہ رہے ہیں وہ آجائیں۔ سردار عبدالرحمن کھیڑان: after investigation ہوں۔ جو بھی real topper ہیں آگروہ آجاتا ہے۔ یہ topper تجھ میں آجاتے ہیں۔

میڈم چیئرمین: صحیح۔ جو جو real toppers ہیں۔ صحیح۔ سردار عبدالرحمن کھیڑان: آج آپ انکو آرڈر دیتے ہیں۔ ایک سے پانچ نہیں۔ جیسے آنصاحب نے کہا ایک سے سات۔ ان میں آپ آرڈر دے دیتے ہیں۔ کل وہ mean unfair استعمال کیتے ہیں۔ جو حقدار ہیں انکا حق مارا گیا۔ پھر آپ انکو نکال لیں گے۔ پھر کورٹ ہے دھرنا ہے۔

میڈم چیئرمین: ٹھیک ہے سردار صاحب! آپ کا پاؤ نئٹ آ گیا۔ سردار عبدالرحمن کھیڑان: میں کہتا ہوں کہ جس پر متفقہ کمیٹی نے کہہ دیا ہے۔ میں ہاؤس سے گزارش کرتا ہوں کہ پہلا پاؤ نئٹ اسکا منظور کر لیں۔ دوسرے پاؤ نئٹ پر جب اسکی finding آ جائیگی دوسرے پاؤ نئٹ پر آٹو بیک چلے جائیں گے۔

میڈم چیئرمین: مطلب اس والے دوسرے پاؤ نئٹ پر بھی اعتراض نہیں ہے toppers میں۔ لیکن یہ ہے کہ جو real toppers ہیں، ان پر مطلب۔ جی سی ایم صاحب اگر بات کر لیں۔ اسکے بعد ڈاکٹر حامد صاحب۔ سی ایم صاحب! پھر آپ اسکو windup کر لیجئے۔ جی ڈاکٹر حامد صاحب! آپ بات کریں۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: thank you very much میڈم چیئرمین اجب یہ قرارداد آئی تھی۔ جن لوگوں نے کمیٹی میں اختلاف کیا ہے۔ ہم ان اختلاف والوں میں سے تھے۔ بات یہ ہے جب پہلک سروس کمیشن میں یا CSP میں یا PCS کیلئے جو بھی لوگ امتحان دیتے ہیں تو جو پاس ہوتے ہیں انکو لگایتے ہیں۔ جو رہ جاتے ہیں وہ پھر اپنی قسمت آزماتے ہیں۔ یہ نئے سرے سے ایک tradition قائم ہو گی کہ جس بھی امتحان میں جتنے بھی لوگ چلے جائیں وہ لائن لگا کر اپنے آپ کو لگاؤں گے۔ نئے آنے والوں کیلئے راستہ بند ہو گا۔ تو ہم نے اختلاف کیا تھا۔ ابھی کمیٹی نے جو وہ لایا ہے۔ ابھی یہ ہم جتنے بھی رہ گئے ہیں اُن سب کا حق ہے۔ اگر پانچ بندوں کا حق ہے ڈسٹرکٹ میں یا یونین کونسل میں، باقی جو رہ گئے انکا کیوں حق نہیں ہے؟ خالی پوٹھیں تو پانچ ہزار ہیں۔

میڈم چیئرمین: جی۔ جی۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: یہ ایک گھپلابن جائیگا۔ tradition بن جائیگا پہلک سروس کمیشن والے بھی کہیں گے کہ بھائی آئندہ ہماری پوٹھیں advertise مت کرو۔ ہم نے پچھلا امتحان پاس کیا ہے۔ میڈیکل سیٹ

والے بھی کہیں گے۔ اگر لیکچر والے بھی بھی کہیں گے۔ ان جیئر نگ والے بھی بھی کہیں گے۔ یہ پنڈورا بکس گھل جائیگا۔ ہماری گورنمنٹ ڈاکٹروں کی وجہ سے یا ان ٹیچروں کی وجہ سے جوڑ یوٹی نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ میل ہونے کی وہ کوشش کرتے ہیں یا ایک نیا پنڈورا بکس ہوگا۔

میڈم چیئرمین: ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: دوسری بات یہ ہے۔ apology ایک لفظ استعمال کرتا ہے۔ یہ کوشا طریقہ ہے کہ یونین کوسل میں سے پانچ تو یہ ہزاروں میں آجائیں گے۔ پھر اس میں کس کو پتہ ہے کہ کس یونین کوسل میں کتنے پاس ہوئے ہیں یا اس متعلقہ یونین کوسل میں خالی پوٹیں ہیں بھی یا نہیں۔ یہ بھی معاملہ چل پڑیگا۔ ڈسٹرکٹ کے اس پر ہے کہ ہر ڈسٹرکٹ میں سے پانچ جو toppers ہیں۔ تو اگر آپ کے ڈسٹرکٹ میں پانچ toppers کو آپ لے لیتے ہیں اُسکے بعد جو رہ جاتے ہیں وہ پھر نیا شوشا چھوڑ دیں گے۔ یہ تو نہیں ہونی چاہیے۔

میڈم چیئرمین: ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب آپ کا پاسخ آگیا۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: جب اگر آپ، چونکہ کمیٹی نے وہ کیا ہے۔ اس کو روں میں نہیں کرنا چاہتا۔ کمیٹی کیلئے مجھے respect ہے۔ وہ سی ایم کے پاس اختیارات ہیں۔ یہ سلسلہ ہی ختم ہونا چاہیے۔ اگر کرنا ہے تو ٹھیک ہے ڈسٹرکٹ پر پانچ اُسکی لست پہلے اسمبلی کو provide کی جائے۔

میڈم چیئرمین: ٹھیک ہے thank you so much. چلیں صحیح ہے۔ سردار محمد رضا صاحب! آپ بات کریں گے؟ اس کے بعد جعفر خان صاحب کی باری ہے۔ سردار صاحب جعفر صاحب! بات کر لیں۔ جعفر خان صاحب! آپ بات کر لیں۔ چلیں۔ سردار صاحب! sorry! پھر جعفر خان صاحب کے بعد آپ کو موقع دونگا۔

شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر راعت و کاؤنٹریوز): thank you میڈم جو تجوید آئی ہیں رپورٹ کے متعلق دونوں بڑی اچھی تجویزیں ہیں۔ نمبر 1 سردار عبدالرحمن کھیتران صاحب والی کہ اس کی انکوائری کرائی جائے۔ ہم لوگوں نے خود مداخلت نہیں کی ہے اس وجہ سے کہ یہ NTS ہے قابلیت کو آگے جانے دیا جائے۔ لیکن آپ پہلک سروس کمیشن کا پرانا ریکارڈ دیکھ لیں وہاں بھی گھلے ہوئے ہیں، تو NTS کی رپورٹ خود فیڈرل منسٹر دوستین ڈوکی تھے، ان کو record ہے کہ اربوں روپے کے گھلے ہوئے ہیں۔ NTS انہی لوگوں کو پاس کرتی ہے۔ کہتے ہیں مجھے پتہ نہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ پیسے لیکر کے لوگوں کو پوزیشن دیتے ہیں۔ یہ خود اس کافیڈرل منسٹر کہہ رہا تھا اس کی رپورٹ ہے۔ جو NTS کا انچارج تھا سائنس و تکنیکا لوچی کا اس کی یہ رپورٹ تھی کہ اربوں روپے انہوں نے لیے ہیں ہر جگہ کوئی فیبر اس کی وہ نہیں تھی۔ ابھی مجھ سے زیادہ وہ لوگ جانتے ہیں جس کے under ہے۔ اگر لیکچر کے

ٹیسٹ کا معیار شاید مجھے اچھا پتہ ہو۔ تعلیم کے ٹیسٹ کا معیار شاید طاہر صاحب کو اچھا پتہ ہو کیونکہ وہ ان کا انچارج ہے۔ جو این ٹی ایس کا انچارج تھا اس نے کہا کہ این ٹی ایس میں جو بے تحاشہ گھپل ہوتے ہیں اور ان کا یہ چالو سلسلہ ہے۔ پیسے لے کر کے لوگوں کو رینگ دیتے ہیں۔ ایک تو اس بات کی یہ support میں جاتی ہے جو تجویز کمیٹی نے پیش کی ہے۔ second بات یہ ہے کہ ابھی اسٹرنٹ کمشنر کیلئے انٹرویو ہوتا ہے چار پوسٹ ہیں اور 20 لاکھ کے پاس ہوتے ہیں۔ دو سال بعد پوسٹ آتی ہیں تو بقایا 16 وہ انتظار کریں گے۔ دس سال تک بھرتی کا سلسلہ تو نہیں روک سکتے۔ ابھی 5 سال پہلے 3 سال پہلے یہ ٹیسٹ ہوئے ہیں۔ ہر سال لاکھ کے پاس ہوتے رہے ہیں ان کا کیا ہوگا۔ دونوں چیزیں۔ ڈاکٹر صاحب نے جو تجویز پیش کی ہے بڑی اچھی ہے study کی ہے اُس کے اوپر ایک سمجھ آنے والی بات ہے۔ کہ بابا ایک ٹیسٹ میں جو آ گیا۔ جو نصیب والے تھے چلو صحیح نکلے، گھپلے سے نکلے جس طرح نکلے، نکل گئے۔ reverse کرتے ہو یا نہیں کرتے ہو that is second stage تو آرڈر ہو گئے۔ لیکن اُس کا نہیں کہ پھر پانچ سال انہی کیلئے۔ ہاں اگر ایک بار select ہوئے ہیں اور ایک گورنمنٹ نے آرڈر کئے۔ پھر کسی کی وجہ سے کوئی اس میں کورٹ گیا ہے اُس کی وجہ سے وہ رک گیا۔ وہ تو میں سمجھتا ہوں کلاس فور کے ہمارے ژوب کے بھی تھے وہ منستر صاحب نے روک لئے، اپنی صواب دید پر۔ ابھی نئے منستر آئے تو انہوں نے کر لئے، کہ نہیں ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے وہ کورٹ سے بھی ریلیف ملا تھا کہ بھائی ایک بار آپ لوگوں نے ان کے پاس کر کے لست آگئی ہے آپ کے پند کے شاید لوگ کم ہوں اُس بنیاد پر اگر کسی نے روکے ہو۔ وہ میں نہیں کہہ سکتا لیکن normally جو بھی پوسٹ آجائیں میں سمجھتا ہوں ان کے لئے fresh test اچھے ہوتے ہیں وہ یہ نہیں ہے کہ چار سال پرانے لوگوں کو لگانا شروع کر دیں۔ تو یہ جو نئے پاس ہوئے ہیں یہ غریب کہ ہر جا ہیں گے۔ ہو سکتا ہے آپ کو اور اچھے قابل مل جائیں اور اچھے لوگ آئیں۔ let them chance. give them the chance. ایک یہ بہانہ بنا کہ میں نے این ٹی ایس پاس کی ہے۔ ایک اے پاس کر لیتے ہیں آپ کے اوپر تو کوئی binding نہیں ہے۔ این ٹی ایس میں جتنی پوشیں اُس وقت کیلئے رکھی گئی تھیں۔ جتنی تھیں اُسی میں اگر ان کو ہو جاتا ہے ٹھیک تھا۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر کوئی fresh test ہونا چاہیے۔

میڈم چیئرمین: اچھا جعفر خان صاحب! اب میرے خیال میں جو دو سفارشات۔ اب دوسرے سے disagree کر رہے ہیں۔ پہلی جو سفارش ہے وہ ٹھیک ہے۔ دوسری میں یہ ہے کہ مجلس کے اکثریتی ارکان نے سفارش کی کہ محکمہ تعلیم میں یونین کوسل یا ضلعی سطح پر میراث لست کے مطابق ٹاپ 5 این ٹی ایس پاس امیدواروں کو adjust کیا جائے۔ آپ اس سے اختلاف رکھتے ہیں۔

وزیر حکمہ زراعت و کاؤنٹری ٹاؤن: میں اس سے اختلاف رکھتا ہوں۔ کیونکہ میں نے کہا کہ خود این ٹی ایس کا گواہی میرے پاس ہے میں۔۔ یا ہمارے کہنے پر کیا جائے یادوسرا کیا جائے۔

میدم چیئرمین: جی سردار رضا محمد بڑج صاحب! آپ کی باری ہے فلور آپ کے پاس ہے۔

سردار رضا محمد بڑج: شکریہ میدم چیئرمین۔ مسئلہ یہ ہے کہ این ٹی ایس کی دو مشکلات یہ ہیں کہ تجویز دی گئی ہے کہ اس کی انکوائری کی جائے میرے خیال میں یہ بہتر فارمولہ ہے کہ اس کی انکوائری کی جائے۔ رہی بات دوسرے ایٹم کی جس کے اکثریتی ارکان نے سفارش کی ہے کہ حکمہ تعلیم میں یونین یا ضلعی سطح پر تو ڈاکٹر صاحب نے اسکی اچھی explanation کی۔ وہ میرے خیال میں سینکڑوں نہیں ہزاروں آدمی آپ کو ملیں گے۔ تو ایک ambiguity ہے کہ ضلع اور یونین کو نسل۔ اس کی clearance ہونی چاہیے کہ کس کی کرنی ہے اور دوسرا جو ٹاپ کے 5 ہیں انکی selection ایک criteria پر ہوتی ہے کہ سارے کے سارے این ٹی ایس کے پاس شدہ لوگ ہیں۔ وہ یونین کو نسل سطح پر ہی پاس ہوئے ہیں اُن کی selection اسی حوالے سے ہوتی ہے۔ تو میرے خیال میں یہ تجویز اچھی ہے کہ اُس کو defer کیا جائے اور اس کو انکوائری کیلئے بھجوائی جائے۔

میدم چیئرمین: جی نصر اللہ زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: شکریہ میدم چیئرمین۔ ایسا ہے کہ اکثر ہمارے فاضل ارکین اس بات سے متفق ہیں کہ جو سفارشات کا پہلا حصہ ہے اُس کو accept کیا جائے اور اُس وقت جب انکوائری ہوگی اُس کے بعد ہم دوسرے حصے پر آئیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کیا یہ انکوائری کب تک ہوگی کون انکوائری کریگا؟ یہ اہم پوائنٹ ہے۔ ایک ہفتے میں انکوائری ہوگی۔ کیونکہ بہت سارے جو لوگ بیٹھے ہیں بھوک ہر ہفتاں پر اور ہر ہفتاں پر۔ اُن کا بھی مسئلہ ہے لیکن بھر حال اس انکوائری کیلئے ایک ٹائم فریم دیا جائے تاکہ ایک ہفتے کی ہو، کون کریگا۔ اس کے بارے میں بھی بات کی جائے۔

میدم چیئرمین: جی منسٹر ایجوکیشن صاحب۔

جناب طاہر محمود خان (وزیر تعلیم): شکریہ میدم چیئرمین صاحبہ۔ جیسا کہ ساتھیوں نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ اس کا پہلا حصہ ہے اس کو ہم چاہتے ہیں۔ ہماری پوری کمیٹی نے بھی یہی فیصلہ کیا تھا کہ اس پر انکوائری کی جائے۔ جہاں تک دوسرے حصے کی بات ہے میں سمجھتا ہوں اس میں بھی میرا تھوڑا سا اعتراض ہے کہ مجلس کی اکثریت نے سفارش کی ہے حکمہ تعلیم نے یونین کو نسل کی سطح پر اور ضلعی سطح پر میرٹ لسٹ میں 15 این ٹی ایس پاس اُمیدواروں کو adjust کیا جائے۔ اب کیسے ایڈ جسٹ کریں سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو بالکل نا اس کو کر دیا جائے پہلی

جو کمیٹی فیصلہ کر گئی انکوارٹری کی۔ اُس میں جیسے زیرے صاحب نے کہا کہ اس پر time limit رکھ لیں۔ کیونکہ ہمارے جو بچ پیٹھے ہوئے ہیں ان کو بھی تسلی ہو جائے۔ اور ایک ایسی کمیٹی بنائی جائے جو واقعی ہفتہ یاد دن میں یا 15 دن میں اس کا فیصلہ کرے۔

میڈم چیئرمین: Thank you so much. جی سی ایم صاحب۔

میر عبدالقدوس بزنجو (قائد ایوان): شکریہ میڈم! یہ جو اینٹی ایس کا مسئلہ ہے۔ مجھے تو آفسوس ہو رہا ہے کہ جنہوں نے لایا ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اپنے دور میں یہاں انصافی کی ہے ان کو لگا دیئے۔ اس ٹائم حکومت میں جو میرے بھائی ہیں رحمت صاحب اور جو colleagues جنہوں نے لایا ہے۔ 2015ء میں انہی کی گورنمنٹ تھی۔ ڈاکٹر مالک صاحب وزیر اعلیٰ تھے کیوں انہوں نے اُس وقت ان کو نہیں لگایا۔ کیوں ہمارے پھوپھوں کے ساتھ نا انصافیاں ہوئیں۔ ایک اور چیز یہاں ایک بات سمجھنے کی بھی ہے کہ اُس وقت 4 ہزار کے قریب پوٹھیں تھیں۔ 45 ہزار سے above بچے پاس ہو گئے۔ پاس ہونا ایک اچھی بات ہے۔ سارے 45 ہزار پھوپھوں کو تو نو کریاں نہیں دیتے۔ جو 4 پھوپھوں کو نو کریاں دینا تھا وہ اُس وقت انہوں نے دے دی ہے۔ اُن میں تھوڑا بہت ایک دو جگہ پرنا انصافیاں ہوئی ہیں۔ وہ میں اُس کے آگے لانا چاہتا ہوں۔ اس چیز میں میرے خیال میں آگے سفارش کی بھی ضرورت نہیں ہے میں ساری چیزیں آپ کے سامنے کھل کے بتانا چاہتا ہوں۔ جس طرح ڈاکٹر حامد صاحب نے کہا۔ یہ ہر جگہ آپ پبلک سروس کمیشن میں جائیں 4 پوٹھیں ہوتی ہیں 100 بچے پاس ہوتے ہیں۔ چار جو میرٹ میں آتے ہیں وہ اُن چار کو لگا دیتے ہیں۔ اُن کی appointment ہو جاتی ہیں۔ باقی بچے ہوتے ہیں وہ next ہمیں کیلئے تیاری کرتے ہیں۔ اب یہ نہیں ہے کہ 100 بچے پاس ہوئے ہیں اور 4 بچے select ہو گئے ہیں باقی نہیں ہوئے ہیں اگلے سال پھر پوٹھیں آئیں گی وہ اُن میں لگ جائیں گے۔ یہ کورٹ کا ایک decision ہے کہ آپ waiting-list میں آپ کسی کو رکھ نہیں سکتے 2015ء میں بچے پاس ہوئے 2018ء میں کس طرح اُس کو لگائیں۔ اُس وقت پوٹھیں available نہیں تھیں جو چیزیں ہیں ہمارے پھوپھوں کو غلط ٹریک پر لے جا رہے ہیں نقسان دے رہے ہیں۔ اُن کا ٹائم ضائع کر رہے ہیں بجائے کہ وہ روڈوں پر بیٹھیں اور اپنا ٹائم ضائع کریں ابھی پوٹھیں ہم announce کرنے والے تھے لیکن ایکشن کمیشن کی وجہ سے رک گئے۔ لیکن انشاء اللہ کورٹ سے ہمیں ریلیف ملے گا ہم اُن کو اخباروں میں دے دیں گے۔ اور جو اُس کی requirements ہیں اُس میں آجاتے تو پاس ہو جاتے ہیں۔ ہمیں تو خوشی ہے ہمارے بچے لگ جائیں لیکن میرے خیال میں اس میں سیاست نہیں کرنی چاہیے اپنا گندھ خود نہیں اچھا ناچاہیے کہ ہم نے یہ گندھ کیا ہے۔ اور دوسری بات میں نے جب چارچ سنبھال لیا بھیت

وزیر اعلیٰ اُس میں کھلی کچھری میں مجھے کچھ بچوں نے کہا کہ ہم کورٹ میں گئے اور کورٹ میں ہمیں 2015ء میں ہم نے پاس کیا ہم میرٹ پر ہیں ہمیں انہوں نے نہیں دیا ہے پھر ہم کورٹ گئے۔ پھر کیس کی میں نے ساری study کروائی۔ 2015ء کا تھامیر اکوئی اُس میں لینادینا نہیں۔ میرا ایک وہ تھا کہ ہمارے بلوچستان کے بچے ہیں ہمارے بچے ہیں اُن کے ساتھ نا انصافی کسی بھی دور میں ہو گئی ہے ہم اُن کو انصاف دلائیں گے۔ اُس میں میں نے کہا کہ کمیٹی بنادیں اُن کی اُس ٹائم ایک کمیٹی بھی بنی ہے DRC اور CRC۔ اُس میں یہ تھا کہ وہاں کسی بھی علاقے میں چار پوسٹیں ہیں 10 بچے پاس ہو گئے جو میرٹ میں چار بچے آئے تھے اُن کو نہیں ملی تھیں۔ جو آخر میں آٹھویں اور نویں نمبر پر ملی تھیں۔ اُن میں دوبارہ اُن کی انکوازی کرائی گئی تو اُن بچوں کو وہ پوسٹیں نہیں ملی تھیں۔ اُن سے ہم نے کہا کہ وہ لوگ جن کے ساتھ نا انصافی ہوئی ہے۔ اب یہ نہیں کہ 45 ہزار بچے پاس ہوئے ہیں ہم اُن کو کہاں سے دیں۔ اور آپ کے پاس آپ کو اختیار بھی نہیں ہے۔ اس as government، as House میں بچے پاس ہوئے ہیں آج آپ کیسے دینگے؟ بجائے اس پر سیاست کرنے بچوں کو ہمیں قانون کے تحت 2015ء میں بچے پاس ہوئے ہیں آج آپ کیسے دینگے؟ بجائے اس پر سیاست کرنے بچوں کو ہمیں بتا دینا چاہے کہ وہ جا کر وہ تیاری کریں next job میں لگ جائیں اور بلوچستان کی خدمت کریں اور بچوں کو پڑھائیں۔ اب اُس میں ہوا یہ ہے کہ ہم نے جب کمیٹی بنائی اُس میں تقریباً 407 کے قریب اُن کی CRC اور DRC ہو چکی ہے اور انہوں نے یہ کہہ دیا کہ یہ اُس ٹائم میرٹ پر آئے تھے۔ ہاں اس میں ایک چیز یہ ہے کہ 107 بچے گئے تھے کورٹ میں اور باقی بچے آئے تھے کہ ہم نے بھی کیا تھا ہم میرٹ میں ہیں ہمیں نہیں ملا۔ میں نے کہا کہ جو بچے کورٹ نہیں جاسکتے اُن کے پاس پیسے نہیں تھے وسائل نہیں تھے۔ جو بچے گئے ہیں ہم اُن کو دے دیں باقیوں کو نہیں۔ ہم نے ایک کمیٹی بنائی پھر وہ ڈسٹرکٹ کی کمیٹی سے اُن کی رپورٹ بھی منگوائی۔ اور اس کمیٹی نے ساری اُسی scrutiny کرنے کے بعد جب ہمیں معلوم ہوا 407 بچے ہم اُن کو ایک ہفتے کے اندر اندر آرڈر دے رہے ہیں۔ جو کہ ہمارا نہیں ہے اس میں کوئی وہ۔ یہ 2015ء کا تھا۔ 2015ء کی گورنمنٹ نے ان کے ساتھ نا انصافی کی تھی۔ ہم نے نہیں کیا ہم اُن کو حق دے رہے ہیں۔ باقی بچوں کو سیاست کرنے سے کوئی نہیں ہوتا۔ سیاست سے بچوں کو خراب نہیں کریں اپنے بچوں کو ان چیزوں سے دور رکھیں۔ بچوں کو تسلی دیں کہ وہ جائیں آپ کس قانون کے تحت۔ آپ کے پاس قانون نہیں ہے پھر بچوں کو کیوں وہ کرتے ہیں کہ ہم آپ کے لئے کر رہے ہیں اور اُن کو روڑوں پر بٹھایا ہوا ہے۔ اور اُن کو خوار کر رہے ہیں۔ جو کبھی بھی آپ کسی صورت نہیں کر سکتے ہیں۔ جو قانون آپ کے پاس ہے نہیں۔ ہاں ایک چیز ہے جو سفارش لکھا ہوا ہے بالکل اُس میں آپ جو آخر میں یہ جو کمیٹی نے انکوازی کی بالکل ہم اس کی حمایت کرتے ہیں کہ انکوازی کریں کہ وہ لوگ جو بچے اُس ٹائم میرٹ میں تھے اگر جو

فرست آیا اس کو نوکری نہیں ملی جو تیرے نمبر پر آیا اس کو نوکری دے دی تو وہ انکوازی ہونی چاہئے۔

میدم چیئرمین: جی سی ایم صاحب time-line کی بات کر رہے ہیں کہ اس کو time-bound کریں کہ کب تک انکوازی ہوگی تاکہ ہم رپورٹ کے اندر amend کریں۔

قائد ایوان: انکوازی اس میں کس چیز کی میدم جن کے ساتھ نا انصافیاں ہوئی ہیں ہم اُن کو پوشتیں دے رہے ہیں اور انکوازی آپ ایک مہینے کے اندر اندر کریں گے جو ڈیپارٹمنٹ کے لوگ involve ہوئے ہیں اُن ذمدادروں کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے کہ کیوں انہوں نے نا انصافیاں کی ہیں۔ اگر اس میں اُس ظامم کے بڑے بھی شامل ہیں اُن کے خلاف بھی ہونی چاہئے۔ لیکن جن کے ساتھ نا انصافی ہوئی ہے اُن کو نوکریاں دے دیں۔ میرے خیال میں اس میں تو کوئی دورائے نہیں ہیں۔ کہ ہم نے اُن کو ہمارے وہ بچے جو میرٹ پر آئے ہیں اُن کو انکا حق نہیں ملا اُن کا حق دلار ہے ہیں یہ بھی نہ ہم نے کسی کی سفارش پر کی ہیں یہ بچے خود آئے ہیں ہم نے اُن سے کہا ہے کہ آپ کے ساتھ نا انصافی جو ہوئی ہے ہم اُس میں وہ کرتے ہیں۔ باقی وہ نوکریاں جس جس کو ملتی ہے وہ تو ویسے مل جائیں گی اس میں میرے خیال میں آپ انکوازی مہینے کی کریں دو مہینے کی کریں وہ مسئلہ نہیں ہے وہ آفیسروں کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔ اور بچوں کو انصاف ملنی چاہئے اُن کا حق ملتا چاہئے۔ اور باقی جو بچے ہیں ہم بجائے اُن کو سیاسی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کے اُن سے کہیں کہ وہ جا کر اگلے ٹیسٹ اور ایکسپریوز کے لئے تیاری کریں۔

میدم چیئرمین: شکریہ۔ جی حاجی صاحب۔

حاجی محمد اسلام: میں تھوڑی سی وضاحت کروں سی ایم صاحب ہمارے قابلِ احترام ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ گندھ کیا ہے میرے خیال میں یہ مناسب بات نہیں ہے پچھلی گورنمنٹ نے اگر ڈاکٹر مالک نے ساڑھے چار ہزار اینٹی ایس سے نوجوان آج روزگار میں آئے ہیں اگر وہ گندھ پر آ جاتے تو میرے خیال میں مناسب بات نہیں ہے میری ریکوئیٹ ہے کہ یہ گندھ کا لفظ حذف کر دیں۔

قائد ایوان: اس میں میرے گندھ کہنے کا مقصد یہی ہے کہ یہ 2015ء میں آپ نے کیوں اس کی انکوازی نہیں کروائی یہ گندھ نہیں تو اور کیا ہے آپ کے اُس ظامم کی گورنمنٹ کو کرنی چاہیے تھی اگر یہ نا انصافی ہوئی اور بچے کو رپورٹ میں گئے اور وہ دوسالوں سے کورٹ میں خوار ہیں۔ کیوں آپ نے اُن کے سروں پر ہاتھ نہیں رکھا اور اُن کو حق نہیں دیا؟ وہ کورٹ سے جیتے ہیں اور پھر گورنمنٹ کو نہیں ہوا کہ ہم اُن کو حق دے دیں وہ بچے پھر سپریم کورٹ گئے ہیں۔ ہم نے کہا کہ جناب بچوں کو کہاں خوار کرنا ہے۔ ہم نے سپریم کورٹ سے اپنا کیس واپس لیا ہے گورنمنٹ آف بلوچستان نے جو کیس کیا ہوا تھا ہم نے وہ کیس واپس کر دیا۔ آپ اُن کو حق دے دینے گندھ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ

میں خداخواستہ آپ پر اور چیزوں کا الراہ لگا رہا ہوں۔ یہ آپ نے بچوں کے سروں پر کیوں ہاتھ نہیں رکھا کہ آئیں آپ ہمارے بچے ہیں آپ کے ساتھ نا انصافی ہوئی ہے ہم آپ کے ساتھ انصاف کرتے ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ کیوں نہیں کیا؟ آج تین سال بعد آپ جب اپوزیشن میں گئے ہیں آپ کو احساس ہوا کہ یا ری یہ ظلم ہوا ہے بچوں کے ساتھ۔ جب آپ تین سال گورنمنٹ میں تھے آپ کہاں تھے کیوں یہ چیزیں نہیں کیں؟ جب آج آپ اس کو استعمال کرتے ہیں۔ مجھے افسوس اس بات کا ہوتا ہے کہ ہم جب اپوزیشن میں جاتے ہیں ہم مسلمان ہوتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ یہ چیزیں ہونی چاہیں کل ڈاکٹروں کا مسئلہ تھا۔ اپنی چیزیں دیکھیں جب آپ کے پاس، خود آپ گورنمنٹ میں تھے دس مرتبہ ڈاکٹروں نے ہڑتاں کی اُن کے اوپر آنسو گیس پینکی گئی شیلنگ ہوئی لاغی چارج ہوا زخمی ہوئے ہسپتال میں داخل ہوئے، کراچی بھی لے گئے تھے۔ جب گورنمنٹ میں تھے آپ کہتے تھے کہ ڈاکٹر ز غلط ہیں۔ آج اپوزیشن میں ہیں بولتے ہیں نہیں ڈاکٹر ز ہڑتاں میں ہیں اُن کو ہر چیز دے دو۔ بھی ہم کہتے ہیں کہ دے دیں۔ لیکن یہ ہے کہ ڈاکٹروں کو بھی احساس ہونا چاہئے کہ وہ جن ذمہ دار پوسٹوں پر ہیں وہ جائیں لوگوں کو سہولتیں دیں اور ڈورداز علاقوں میں جائیں۔ ابھی آپ ایک ڈاکٹر کو انسفیر کریں آواران میں وہ واللہ کے جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ میں رہنا چاہتا ہوں۔ جب ڈیوٹی کی باری آتی ہے انہوں نے کہنا ہے کہ ہم نہیں کرتے ہیں۔ یہ ہمارے بچے ہیں ہم ہر ایک اپنی ذمہ داریاں نبھائیں، میرے خیال میں چیزیں بہتر ہو جاتی ہیں ہم یہ چیزوں کو بجائے دوسری طرف لے جانے کے لئے میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ان تین سالوں میں کیوں خاموشی تھی۔ آج جب میں نے چار سو بچوں کو جو سابقہ تھے ان کو میں jobs زدے رہا ہوں۔ آج بچوں کو روڈ پر بٹھا کے کہہ رہے ہیں کہ ان کے ساتھ نا انصافی ہوئی ہے۔ یہ تین سال پہلے اس طرح کی کوئی بات آتی میں خوش ہوتا کہ آپ کی اپنی گورنمنٹ کے ثامن پرنا انصافی ہوئی اور آپ نے اُن کو یادیف دیا۔ شکریہ۔

میڈم چیئرپرنسن: Thank you so much. جی اس پر میرے خیال میں سی ایم صاحب، مسٹر صاحب یہاں میٹھے ہوئے ہیں ملاقات مطلب ہم سارے ممبران سے ہوئی اس گروپ کی۔ یہ کیا ہو سکتا ہے کہ جو کثریکٹ پر ابھی آپ appoint کر رہے ہیں اگر یہی این ٹی ایس پر میرٹ پر آنے والے ہیں اُن کو priorities دی جا سکتی ہیں یہ بھی ایک option ہے ہمارے پاس۔ اچھا چلیں اس میں یہ ہے کہ میں منظوری کے لئے پہلے پیش کرلوں اس کو پھر اس کے بعد۔ جی، جی سی ایم صاحب۔

قائد ایوان: میڈم! اگر اجازت ہو؟

میڈم چیئرپرنسن: جی، جی۔

قائد ایوان: آپ نے کٹریکٹ کی بات کی بالکل ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ ابھی مختلف پوسٹوں کی مختلف requirements ہوں گی مختلف علاقوں میں ہوں گے۔

میڈم چیئر پرسن: صحیح ہے۔

قائد ایوان: آیا اس علاقے سے تعلق رکھتا ہوا اور اس requirement کو پوری کرتا ہے، ہمیں تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

میڈم چیئر پرسن: میرے خیال میں یہ مناسب ہو گا وہ بھی cool-down ہوں گے۔
قائد ایوان: ان کا نہیں ہے، ان سے نہیں ہے وہ نئے ان کے documents جو ہیں وہ جمع ہوں گی یہی بچے ہیں ہم نے انہی بچوں سے لینا ہے باہر سے تو نہیں لینا ہے۔ یہی بچے ہوں گے لیکن وہ ان کے جو requirements ہوں گی وہ اپنے کاغذات اس تامین جمع کر دیں گے کہ آیا اس میں وہ qualify کر لیتے ہیں تو ان کو لینے میں ہمیں کوئی قباحت نہیں ہے۔

میڈم چیئر پرسن: thank you جی آغا صاحب۔

آغا سید محمد رضا (وزیر قانون و پارلیمانی امور): میڈم already میں نے اگلے دن وضاحت پیش کر دی تھی۔

میڈم چیئر پرسن: نہیں اگر اسی سے متعلق ہے تو آپ بات کر لیں نہیں نہیں sorry، آپ بیٹھ جائیں۔ آپ کو بعد میں موقع دے دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: نہیں میڈم! چونکہ بات ہو رہی تھی۔

میڈم چیئر پرسن: اذان ہو رہی ہے آپ بیٹھ جائیں۔

(خاموشی۔ اذان)

میڈم چیئر پرسن: ابھی چیئر پرسن، مجلس قائمہ برائے تعلیم، خواندگی اور غیر رسی تعلیم، کوائزی ایجوکیشن، صدارتی پروگرام، سائنس اور انفارمیشن ٹیکنالوجی، مکمل تعلیم میں اینٹی ایس پاس ہڑتا لی امیدواروں سے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔ پہلے منظوری کے لئے پیش کریں گی۔ آغا صاحب! منظوری کے لئے یہ نہیں کہ as it is اس روپوں کو منظور کیا جائے گا وہ آپ کی amendments کے ساتھ۔ پہلے وہ تحریک پیش کریں گی۔

محترمہ عارفہ صدیق: شکریہ محترمہ اسپیکر صاحبہ! میں معصومہ حیات، چیئر پرسن، مجلس قائمہ برائے تعلیم، خواندگی اور غیر رسی تعلیم، کوائزی ایجوکیشن، صدارتی پروگرام، سی ڈی ڈبلیوے، سائنس اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کی جانب سے تحریک پیش کرتی ہوں کہ مکمل تعلیم میں اینٹی ایس پاس ہڑتا لی امیدواروں کے معاملے پر غور و خوض کی بابت کمیٹی کی

رپورٹ کو منظور کیا جائے۔

میدم چیرپرن: اب آیا مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ میں مندرجہ ذیل جو سفارش کے ساتھ اس کو منظور کیا جائے۔ سفارش یہ ہے کہ مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ میں جو سفارش نمبر 1 وہ یہ ہے کہ مجلس قائمہ برائے تعلیم کی سفارشات جو کہ ایوان نے متفقہ طور پر منظوری دی ہے۔ کہ حکمہ تعلیم این ٹی ایس انکوازی۔ انکوازی کی شق سے آپ سارے agreed ہیں کہ انکوازی کی جائے۔ اس کے لئے جو time-line ہے وہ انکوازی کی بابت ایک ماہ میں رپورٹ مکمل کرنے کو یقینی بنایا جائے۔ اس suggestion کے ساتھ آیا اس رپورٹ کو منظور کیا جائے؟ جو اسکا part ہے وہ ہم نہیں کر رہے ہیں۔ second

سردار عبدالرحمن کھیڑان: جب یہ انکوازی آجائے گی اُس کو remove کر دیں گے۔ اس پر ہم سب agree ہیں۔

میدم چیرپرن: اس ترمیم کے ساتھ ٹھیک ہے کہ انکوازی رپورٹ آجائے گی اور پھر اسکے accordingly جو ہے وہ further process ہو گا۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: اور جوروڑوں پر بیٹھے ہیں وہ اٹھ جائیں۔ اس طریقے سے نہیں انکوازی رپورٹ آجائے اسکے بعد جو صورتحال ہو گی اُس کے مطابق آگے پھرڑیزیری پیغام کریں گی۔

میدم چیرپرن: ٹھیک ہے۔ تحریک پیش ہوئی۔ آیا حکمہ تعلیم میں این ٹی ایس پاس۔۔۔ (ماغلت) **قائد ایوان:** اس میں ایک چیز ہے، ایک تو سردار صاحب کی بات صحیح ہے بچوں کو روڈ سے اٹھنا چاہیئے اور تو ہمارے پاس second option ہی نہیں ہے کہ جو انہوں نے دیا ہے وہ تو possible ہی نہیں ہے۔ باقی جن بچوں کے ساتھ نا انصافی ہوئی ہے ان کو آرڈر زمیل رہے ہیں ہفتے کے اندر اندر ہم اُسکو آرڈر دے رہے ہیں سی ایم ہاؤس میں بُلا کے سب کو آرڈر زدے رہے ہیں۔ سی آر سی اور ڈی آر سی جن کے ہوئے ہیں اور جو کورٹ میں بھی گئے ہیں۔ جو سی آر سی اور ڈی آر سی ہوئے ہیں ان کو دے رہے ہیں۔ باقی یہ جو انکوازی ہے یہ بچوں کے اوپر اسکا اثر کچھ بھی نہیں ہونا ہے۔

میدم چیرپرن: یہ departmental inquiry ہے۔

قائد ایوان: یہ departmental ہو گوں کے اوپر ہو رہی ہے۔

میدم چیرپرن: thank you exactly۔ تحریک پیش ہوئی۔ آیا حکمہ تعلیم میں این ٹی ایس پاس ہڑتاںی اُمیدواروں سے متعلق کمیٹی کی رپورٹ کو جو آپ نے amendments کیا ہے، اسکے ساتھ منظور کیا

جاءے؟ جی تحریک منظور ہوئی۔ محکمہ تعلیم میں این لیں ایس پاس ہڑتالی امیدواروں سے متعلق کمیٹی کی رپورٹ کو منظور کیا جاتا ہے۔

میڈم چیئرپرنس: چیئرپرنس مجلس قائدہ برائے محکمہ آپاشی و توانائی ماحولیات جنگلات و جنگلی حیات کی کارکردگی اور درپیش مسائل پر غور و خوض کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کریں۔ چیئرپرنس کی جگہ محمد خان لہڑی صاحب! آپ رپورٹ کو پیش کریں۔

میر محمد خان لہڑی: شکریہ میڈم۔ میں محمد خان لہڑی، on behalf چیئرپرنس مجلس قائدہ برائے محکمہ آپاشی و توانائی ماحولیات جنگلات و جنگلی حیات کی کارکردگی اور درپیش مسائل پر غور و خوض کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

میڈم چیئرپرنس: رپورٹ پیش ہوئی۔ میر سرفراز احمد بگٹی، جناب طاہر محمود خان صوبائی وزراء، ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ، جناب رحمت صالح بلوچ، حاجی محمد اسلام بلوچ اور جناب ولیم جان برکت ارائیں اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ مذمتی قرارداد پیش کریں۔

حاجی محمد اسلام بلوچ: شکریہ میڈم۔ یہ ایوان گزشتہ روز مورخہ 15 اپریل 2018ء کو جو جلس اعجاز الحسن کے گھر پر فائزگنگ کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ اس طرح کے بزدلانہ فعل سے صوبہ کے عوام اور پورے ملک میں شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے نیز اس طرح کے اُوچھے ہتھنڈوں سے ملک کی اعلیٰ عدالتی کو انصاف کی فراہمی سے کوئی بھی نہیں روک نہیں سکتا۔ لہذا یہ ایوان اس طرح کے بزدلانہ اور اُوچھے ہتھنڈوں کی پر زور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی وفاقی حکومت سے مطالبة بھی کرتا ہوں کہ اس قسم کی بھیان نویعت کے تمام کارروائیوں میں ملوث مجرموں کی گرفتاری کو بھی یقینی بنائی جائے۔

میڈم چیئرپرنس: مشترکہ مذمتی قرارداد پیش ہوئی۔ محرکین میں سے کوئی ایک اپنی مشترکہ مذمتی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔ جی ولیم صاحب آپ بات کر لیں۔

جناب ولیم جان برکت: شکریہ چیئرپرنس صاحبہ۔ گزارش یہ ہے کہ جو قرارداد پیش ہوئی ہے اس کا بنیادی مقصد law and order situation کے بارے میں ہے۔ جب ایک معزز حجج کے گھر پر فائزگنگ ہو سکتی ہے تو ایک غریب انسان اور ہم جو minorities والے ہیں وہ تو کسی حساب میں نہیں ہیں۔ اس لئے بنیادی مقصد یہ ہے کہ سیکیورٹی کا جو سistem ہے اُس کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ ایسے افراد جو اس ملک کے فیصلے کرتے ہیں اگر ان کی زندگیاں محفوظ نہیں ہیں تو یہ ملک کے لئے اور حکومت کے لئے اور تمام معاشرے کے لئے لمحہ فکر یہ ہے۔ لہذا ہماری یہ

استدعا ہے کہ یہ ایوان اس کی بھر پور مذمت کرے کہ ایسے ساختات کو آئندہ ہونے سے روکا جائے۔ شکریہ میڈم چیئرمین: میڈم چیئرمین! آپ کی سیٹ change ہو گئی ہے کیا؟ آپ اپنی سیٹ پر بیٹھیں گے، نہیں نہیں اپنے mic سے بات کریں۔ اچھا جی۔ جی۔ سردار عبدالرحمن کھیتران: وہ آغا صاحب سے بات کر رہا تھا کہ میں نے کہا کہ میری کرسی ہلنا شروع ہو گئی۔ شکریہ میڈم چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ یہ قرار داد تو بڑی اچھی اور خوبصورت قرارداد ہے۔ اس پر تھوڑا سا میں بولوں گا میں اللہ کرے نہ لیں مجھے۔ میڈم چیئرمین! اس وقت پورے ملک کے حالات، ہاں پورے پاکستان کے حالات اس قسم کے ہیں کہ کوئی شخص بھی محفوظ نہیں ہے۔ اب یہ سامنے ہے کہ حج صاحب کے گھر پر جیسے کے ہمارا ایک ادھر ایک no-go-area بنا ہوا ہے۔ اتنے barriers لگے ہوئے ہیں کہ عام آدمی وہاں جمع کے دن جو کھلی کچھری لگتی ہے اُس کی بات تو چھوڑ دیں بات کا تصور ہی نہیں کر سکتا ہے۔ اب اُس کی صورتحال یہ ہے کہ وہاں وہی آئی پیز کے گھر ہے گورنر صاحب ہیں، وزیر اعلیٰ صاحب ہیں آئی۔ جی صاحب ہیں، چیف سینکڑری صاحب ہیں وغیرہ۔ بلکہ ابھی تک ریجم زیارت وال صاحب نے وہ منسٹری والا گھر اس وجہ سے کہ وہ باہر اپنے کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔ وہ گھر ابھی تک اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ منسٹری سے جا کے بھی۔ چیف جسٹس آف پاکستان نے میں اُن کا بہت احترام کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو توفیق دے کہ وہ جن جن پر ہاتھ ڈال رہے ہیں۔ کچھ اور لوگوں پر بھی ہاتھ ڈال دیں۔ ایک آرڈر پاس ہوا ہے اور نوٹیفیکیشن میرے پاس ہے۔ میڈم چیئرمین! کہ جی تمام لوگوں سے سیکورٹی واپس لے لی جائے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ حشر ہو گا لوگوں گا، اگر یہ سیکورٹی واپس ہو گئی، ہورہی ہے، ہو گئی ہے۔ وہ red-zone والے تو شاید وہ barrier میں ہم جیسے فٹ پاٹھ والے لوگ تو بے موت مر جائیں گے۔ کیونکہ میڈم چیئرمین! آپ کے ملک کے حالات یہ ہیں، ملک کے حالات یہ ہیں کہ جو law enforcing agencies ہیں ہماری وہ لوگ محفوظ نہیں ہیں تو ہم اور آپ with due apologies ہماری کیا position ہے۔ بہترین بلوچستان کے officers جو ہمارے سرمایہ تھے، وہ شہید ہو گئے میرا class fellow میرا بھائی، میرا دوست، حامد شکیل، سمبل، قاضی، وہ سیکورٹی کے ہوتے ہوئے اُن کو شہید کر دیا گیا۔ جب ہم لوگ سے سیکورٹی لے لی جائے گی تو ہم جیسے لوگوں کو ایک پلیٹ میں سجائے اُن دشمنوں کے حوالے کیا جا رہا ہے۔ جو اس مملکت کے وجود کو نہیں مانتے، جو سبز ہلماں پر چم کو نہیں مانتے، پاکستان کے آئینے کو نہیں مانتے، جو قائد اعظم کو نہیں مانتے، جو دشمنوں ہیں چاہے وہ یہاں کے لوکل ہیں یا imported ہیں۔ یہ تو اُن کے دارے نیارے ہو رہے ہیں۔ آپ کسی کو، رسیاست کا کام بنیادی طور پر تحفظ دینا ہے میڈم چیئرمین! کیا میں سوال کر سکتا ہے

سپریم کورٹ آف پاکستان سے قیدی کی حیثیت سے کہ کیا پاکستان میں law and order کی situation جیسے کہ ہم ایک احرام میں سعودی عرب میں پھرتے ہیں، وہی میں ایک half sleeve shirt اور ایک jeans اور ایک jogger میں پھرتے ہیں۔ کیا پاکستان کے حالات law in order کی situation یہ ہے کہ ہم سے ہے کوئی بھی ہیں چاہے وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہے۔ یا پارلیمنٹری ہے، یا پولیس آفسر ہے، یا ڈپٹی کمشنر ہے یا کمشنر ہے something جو بھی ہے۔ کیا پاکستان کے حالات اس position میں آگئے کہ جی آپ نے سب کو disarm کر دیا۔ illegal weapons کسی کے پاس نہیں ہیں؟ weapon تو بڑی چھوٹی سی چیز ہے۔ ایسی ایسی چیزیں ہیں جس کا ہم تصور نہیں کر سکتے، کیا وہ لوگوں سے اکٹھی کر کے destroy کر دی ہیں۔ یا میں جب 70s میں late 70s میں جعفر خان، گیلو جناح روڈ کے فٹ پاٹھ پر ایک چینک چائے منگوکے ہم آلتی پالتی مار کے وہ چائے پیتے تھے۔ کیا آج جناح روڈ کے میں بلوچستان کی مثال دوں گا۔ کیا وہ حالات ہیں میڈم چیئر پر سن؟ میں آپ سے سوال کرتا ہوں۔ ایک خاتون کی حیثیت سے یہ نہیں کہ کیا آپ اس کرسی پر بیٹھی ہوئی اپنے کو محفوظ سمجھتی ہیں؟ آپ عدم تحفظ کا شکار نہیں ہیں؟ آپ کی اقامت کے sitting MPA کو نہیں مارا گیا؟ میں تو کہتا ہوں کہ آج سب سے سیکورٹی واپس لیں، یہ پولیس بیٹھی ہوئی ہے۔ ان سے آپ سیکورٹی واپس لیں۔ میں گارٹی پر کہتا ہوں کہ اگلے 24 گھنٹے میں ان کے گھر میں ماتم ہو گا۔ اللہ رحم کرے ایک دن مرننا تو ہے ایک دن ماتم تو ہونا ہے۔ تو میڈم چیئر پر سن! نج اعجاز صاحب کے گھر پر فائرنگ ہوئی 9MM کا فائر ہوا دروازے میں لگا ہوا ہے، سو شل میڈیا پر آیا۔ ہم condemn کر رہے ہیں، اُس کو لیکن خدار آج ہم تقریر یں رہے تھے۔ چیف جسٹس آف پاکستان کی بہت خوبصورت اُس نے تقریر کی، تقریر کی حد تک وہ بہت خوبصورت تھی۔ لیکن on ground وہ چیزیں نہیں ہو سکتیں، ہمارے سیکرٹری صاحبان بیٹھے ہیں۔ اس کوئٹہ سے ہمارے secretary کو اٹھا کے لے گئے تاوان دے کے وہ واپس آیا۔ اور اُس کے جسم کو کھولیں سیکرٹری ہائی ایجیکیشن اُس کی قمیض اتاریں کہ کیا کیا اُس کے ساتھ ہوا ہے۔ کیا اُس کو ہیلی کا پٹر پر لے گئے۔ کیا مرخ سے اڑن طشتہ ری آئی اُس پر بٹھا کے لے گئے۔ کیا آئے دن اغوانہیں ہو رہے ہیں پورے پاکستان میں، کیا آئے دن نارگٹ ملنگ نہیں ہو رہی، کیا مال روڈ لا ہو رپنہیں مرے مبین شہید ہوادوسرے اچھے office شہید ہونے سپاہی بیچارا تو کھڑا ہے۔ کوئٹہ کے ماحول میں میڈم چیئر پر سن! آپ جائیں ایک عجیب ناظراہ ملتا ہے کہ ٹریک پولیس کا ایک سپاہی کھڑا ہے اور اُس نے ہاتھ کے اشارے دینے ہیں، لیکن اُس کی کلاشکوف ادھر لٹک رہی ہے۔ ایک ایسا جو جو بلتا ہے انسان کو رونا آتا ہے۔

میڈم چیئرپسون: windup کر پس سردار صاحب!

بجی جعفر صاحب۔ thank you so much۔ چیز میں نہیں کریں۔ اس قرارداد کی پھر پور حمایت کرتے ہیں۔ یہ please with condition کے لئے تو مہربانی کر کے ہم اس قرارداد کی حمایت کر رہے ہیں۔ یہ 48 گھنٹے میں نہ ہزارہ کمیونٹی کا نوٹ ایبل بچے گانہ سنی کمیونٹی کا نہ شیعہ کمیونٹی کا نہ کوئی نواب نہ کوئی سردار نہ کوئی این پی اے، میں گارنٹی پر کہتا ہوں، آپ سیکورٹی لے رہے ہیں آپ یہ چیز میں ہٹا دیں 48 گھنٹے میں آدھا ایوان نہیں ہوگا۔ تو مہربانی کر کے ہم اس قرارداد کی حمایت کر رہے ہیں۔ یہ

آرڈر کئے ہیں۔ ground realities پر نہیں کیا ہے۔ سب سے پہلے اپنی withdraw کریں پھر دوسروں کی withdraw کریں۔ یعنی ہم لوگوں کی مجبوری ہے illegal weapons پھر آئیں گے۔ جن کو اجازت نہیں ہو ہم وہی گارڈز پھر آئیں گے کیا کریں مجبوری ہے۔ علاقے جاتے ہیں۔ میں ادھر سے جاتا تھا ثواب تک انہوں نے اتنے طالبان بٹھائے ہوئے ہوتے تھے کہ چھ، چھ گاڑیاں لے جانی پڑتی تھیں۔ ورنہ as a minister مجھے اٹھا کر کے لے جاتے، پھر کیا میرے بچ تاوان pay کرتے اُس کے لئے یا دوسرا کرتے۔ آج حالات تو یہ ہیں چالیس سال سے ادھر جنگ چل رہی ہے۔ امریکہ کی جنگ، RUSSIA کی جنگ، west کی جنگ ہم نے اپنی سر پر لی ہے۔ بڑی لمبی تاریخ ہے، ہم اُسیں نہیں جاتے۔ لیکن اُس کے حالات اور اثرات جب تک ختم نہیں ہوں گے نہ ادھر پولیس محفوظ ہے نہ ادھر عوام محفوظ ہیں نہ ادھر MPA محفوظ ہیں نہ منسٹر محفوظ ہے نہ ادھر سرکاری آفرینش محفوظ ہے۔ لیکن وہ یہ نہ کریں کہ اُس طرح الٹ پلٹ صرف ایک اخبار میں صحیح سرخی لگانے کے لیے روزانہ XXX بیان اخبار میں آیا ہوتا ہے۔ تمہارا کام کیا ہے اخبار کے ساتھ۔ خود تم under age نج گلے ہو وہ نہیں تھا اُس کا پورا۔ ہمارے قاضی فائز میں سمجھتا ہوں کہ ایک صحیح فیصلہ کرتا تھا اُس کے پیچے بھی پڑ گیا، ابھی اُن کے لیے کیوں نہ مذمت کریں۔ میں سب lawlessness میں جدھر بھی ملک میں ہو رہا ہے اُس کی نہ مذمت کروں گا۔ کسی ایک specific کی نہ مذمت نہیں کروں گا۔

میڈم چیئر پرسن: Thank you so much جو چیف جسٹس صاحب اور عدالیہ سے متعلق جو remarks ہیں اُن کو حذف کیا جاتا ہے۔ جی پہلے گیلو صاحب بات کریں گے۔ پھر اُس کے بعد میں آپ کو موقع دیتی ہوں۔ جی۔

میر عاصم کر دیکیو (وزیر مواصلات و تعمیرات): مہربانی اسپیکر صاحب۔ یہ جو ہمارے colleague مشترکہ نہ متی قرارداد لائے ہیں۔ میں بھی اس کی نہ مذمت کرتا ہوں، جو ہمارے جسٹس کے گھر پر فائزگ ہوئی ہے۔ اسپیکر صاحب! اس کی تفصیل میں کافی جانے کی کوشش کی، کہ ہوا کیا ہے جو picture میں دیکھتے ہیں 9MM کا ایک bullet فرش پر پڑ ہوا ہے۔ نہ کوئی شیشہ ٹوٹا ہے، نہ کوئی دیوار ٹوٹی ہے، نہ کسی کو لگا ہے، آخر یہ کیسی فائزگ ہوئی ہے؟ ایک دیوار کو گلتا تھا، ثابت bullet فرش پر پڑ ہوا ہے۔ پہلے تو میں اسکو مشکوک سمجھتا ہوں۔ نہ مذمت اُس کی ضرور کروں گا، کہ گھر پر فائزگ ہوئی ہے۔ مگر یہ ابھی تک مشکوک ہے۔ اسپیکر صاحب! جیسے ہمارے colleague بتا رہے ہیں، ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ اس ملک میں 1977ء کی دہائی کے بعد جو افغان مہاجرین آئے اُن کے بحکم میڈم چیئر پرسن غیر پارلیمانی الفاظ xxxxxxxxxxxxxxxx کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

آنے کے بعد جو ہمارے ہمسایہ ملکوں میں revolution آیا۔ ایران کی مثال لے لیں، افغانستان کی لے لیں اُس سے ہمارے خطے پر بھی کافی اثرات مرتب ہوئے۔ لوگ یہاں آئے کلاشنکوف کلچر، نشیات یہ ساری چیزوں کی ریل پیل شروع ہوئی اور اسی اثناء میں یہاں کافی تبدیلیاں ہوئیں۔ اسپیکر صاحبہ! آپ یقین کریں، ہمارا ضلع چاغی جو بلوچستان کا سب سے بڑا ڈسٹرکٹ تھا تھنان، ماٹھیل، ربات، چاہرہ، وہاں سے شروع ہوتا تھا اور کوئئی کے سندھی ہے یہاں ختم ہوتا تھا۔ اتنا بڑا ڈسٹرکٹ میرے خیال میں پاکستان میں کہیں بھی نہیں تھا۔ یقین کریں اسپیکر صاحبہ! اتنا من تھا آپ یقین نہیں کریں گے، پاکستان بننے کے بعد 1975ء تک یہاں murder case درج ہی نہیں ہوا تھا۔ جب سے جو افغان مہاجرین، ایرانی مہاجرین کی ریل پیل ہوئی، گردی جگل میں دس دس، بیس بیس لاشیں ایک گھر سے نکلنے شروع ہو گئیں۔ آپ کے پنجابی یکمپ سے بیس بیس، پچھیں پچھیں لاشیں نکلنے شروع ہو گئیں۔ اسپیکر صاحبہ! میں آپ کو کہوں یہاں سے جو ڈبل کیبن پیک آپ ملتی ہے جسے سرگردان چوک کہتے ہیں۔ یہاں سے کرانے کر کے لیجاتے والیندین سے اس طرف چھتر ایک علاقہ ہے، پدگ ایک علاقہ ہے وہاں ڈرائیوروں کو اتار کے انہیں ذبح کیا جاتا تھا اور ان کی کھال اُتاری جاتی تھی اور تاغذ کے درخت پر لکھا جاتا۔ پیر علیزی یکمپ تھا آپ کے آفسران بیٹھے ہیں۔ وہاں بھی گھروں سے اجتماعی قبریں نکلیں جن میں پچھیں، تمیں لاشیں فن تھیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے اسپیکر صاحبہ! ہم خود گورنمنٹ ہیں، اگر ریاست عام شہریوں کو تحفظ دے۔ کوئی خوش نہیں ہے کہ میں چار بندوق والے اٹھا کر ساتھ پھراوں۔ یقیناً جو ہمارے colleague ہیں میں ان کو اچھی جانتا ہوں کوئی بھی خوش نہیں ہے۔ مگر مجبوری ہے آپ کے sitting منسٹر شفیق صاحب کو شہید کیا گیا ان کے گھر کے سامنے۔ آپ کے پیف جسٹس تھے نواز مری ہائیکورٹ سے چندی گز کے فاسیلے پر اُس کو شہید کیا گیا آپ کے پروفیسر صبادحتیاری مگسی صاحب کے گھر کے سامنے ان کو شہید کیا گیا۔ ایسے کئی واقعات ہیں۔ آپ کے SP کو پولیس لائن کے اندر شہید کیا گیا حاجی مبارک کو گارڈ زمینیت شہید کیا گیا۔ ایسے سو واقعات ہیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر آپ امن دینگے کوئی بھی خوش نہیں ہے۔ ابھی ہم دیئی جاتے ہیں، انگلینڈ جاتے ہیں، آزادی سے پھرتے ہیں اور اکیلا اتنا مزہ آتا ہے پھرنے کا کہ حیران ہوتا ہوں۔ بی بی! میں بتاؤں میں گیا تھا دئی ادھر ہمارے غیزری قبائل کے سربراہ احمد خان غیزری وہ اکیلے پورا دن، مجھ سے کہا کہ مجھے عجیب لگتا ہے کہ جیسے میرے جسم پر کچھ نہیں ہے۔ میں پھر رہا ہوں۔ ادھر ڈیڑھ سو دو سو گارڈ ہوتے تھے۔ ادھر مجھے مزہ آ رہا ہے۔ ابھی دس سال کے بعد دیکھا میں نے کہا کہ خان صاحب کیا حال ہے۔ کہتا ہے کہ یہاں مزہ آتا ہے۔ مجھے لوگ وہاں سے پیغام بھیجتے ہیں۔ مگر یہاں سکون امن ہے۔

میڈم چیئرمپرنس: windup کر دیں پلیز۔

میر محمد عاصم کرد گیلو: امن ہر ایک آدمی چاہتا ہے۔ کہ ہم امن اور آشنا سے رہیں۔ مگر یہ ہے کہ مجبوریاں ہیں۔ جیسے آپ کے چیف جسٹس صاحب نے کہا کہ ساروں سے سیکورٹی لے لیں۔ میں اُس سے کہوں گا کہ پہلے اپنی سیکورٹی ختم کریں چیف جسٹس صاحب! پھر دوسرے کی آپ لے لیں۔ آپ نے ہائیکورٹ کے سارے جسٹس صاحبان کی سیکورٹی ختم کریں۔ پھر آپ لوگوں کا بھی یہی حال ہو گا جیسے ہائیکورٹ سے چند گز کے فاصلے پر مری صاحب کا ہوا۔ پھر آپ لوگ بھی باہر نہیں پھر سکیں گے۔ پہلے انہیں چاہئے کہ دوسروں کیلئے آرڈر کرنے سے پہلے اپنی سیکورٹی اپنے بجوں کی سیکورٹی واپس لے لیں۔ اُس کے بعد کہتے ہیں ہم صحیح ہے۔ ہمیں بھی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

thank you

میڈم چیئرمین: جی حاجی اسلام صاحب۔

حاجی محمد اسلام بلوچ: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ میڈم! ایک توئیں حیران ہوں اسمبلی میں جب ہم آتے تھے ہیں، تھوڑی دیر کے بعد پھر ہمارے جتنے colleague ہیں اس وقت بھی اگر ہم بات کریں۔ اس اسمبلی کے کورم کا اگر ہم نشاندہ بھی کریں ہمارے لئے مصیبت ہے۔ ابھی دیکھیں سی ایم صاحب آگئے یہ سارے چلے گئے۔ ابھی ہم بات کریں کس کے ساتھ۔ تھوڑی دیر کے بعد میرے خیال میں ایک آپ ہی یہاں رہیں گی باقی کوئی نہیں ہو گا۔ دوسری بات یہ ہے میڈم! یہ جو قرارداد ہے ہمارے چیف جسٹس کے گھر پر فائزگ ہوئی ہم شدید الفاظ میں اس کی مذمت کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت جو law and order situation ہے۔ کل سے ہمیں پتہ چلا ہے کہ ہماری جتنی سیکورٹی ہے اُن کو واپس بلا لیا ہے۔ میڈم 2013ء کے ایک لیشن میں جب ایک قسم کی جنگ تھی پورے بلوچستان کی حالت سب کے سامنے تھی۔ ہم لوگوں نے جو ایک لیشن نہیں تھا ایک قسم کی جنگ تھی ہمارے ساتھ۔ میرے خیال میں میں اپنے علاقے کی بات کرتا ہوں، مثال، مکران ہے کوئی بھی ایسا امیدوار نہیں ہے جس کے گھر پر فائزگ نہیں ہوئی ہو۔ جس کے گھر پر دھماکے نہیں ہوئے ہوں جس کے اوپر attack نہیں ہوا ہو۔ میرے گھر پر تین دفعہ دھماکے ہوئے۔ میں پچھوڑ سے آرہا تھا اپنی فیملی کے ساتھ میرے گھر کے پچھیں چھوٹے بڑے اور میرے گن میں اور میرے رشتہ دار بھی ساتھ تھے ہم پر attack ہوا۔ لیکن جو کہ مارنے والے سے بچانے والا زیادہ مضبوط ہے ہمیں اللہ نے بچالیا اس وقت جب ہم جاتے ہیں اپنے علاقے میں وہاں پہ ایسے no-go-area ہے۔ جہاں آپ کی ایجنسی اور فورسز وہاں نہیں گئیں۔ لیکن as a as a نمائندہ، ایک سیاسی ورکر ہم کو وہاں جانا پڑتا ہے۔ کیونکہ ہم عوام کے ساتھ ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے یہی سیکورٹی جو ہمیں دے دیتے ہیں۔ تو ان کو واپس لے لیں ہیں۔ آپ لے لیتے ہیں سیکورٹی، جب ہم چلے جاتے ہیں، جب

ہمارے اوپر attack ہو گا جب ہم نہیں ہو گئے پھر اس کا ذمہ دار کون ہو گا؟ سرکار ہو یا کوئی بڑا ہو یا کوئی سردار ہو، یا کوئی نواب ہو قابل احترام ہیں۔ سب کی اپنی ذاتی سیکورٹی ہے اگر سرکار لے لیتا ہے میرے خیال میں ان کی اپنی برادری قوم کے لوگ ان کے پاس ہوتے ہیں لیکن ہم جیسے غریبوں کے ساتھ ہم کہاں سے لے آئیں اپنی سیکورٹی؟ جب ایک چیف جنٹس کے گھر پہ فائزگ ہوتی ہے، جب ایک منٹر کے گھر فائزگ ہوتی ہے۔ جب ہماری سیکورٹی فورسز پر فائزگ ہوتی ہے۔ کبھی کبھار یہاں سے گزرتے ہیں سریاب تھانے کے ساتھ جو تصویریں لگی ہوئی ہیں ہمارے دوستوں کی، ہماری پولیس فورس کی، ڈی آئی جی سے لیکر ان پیٹر تک ہمارے یہ جوان جب شہید ہوتے ہیں تو ہماری کیا حیثیت ہے۔ لہذا میں اپنے چیف منٹر یا بلوچستان کے جتنے نمائندے ہیں انکو request کرتا ہوں کہ اس معاملے پر ایک بیچ پر آ جائیں کیونکہ اگر یہ سلسلہ رہانے ہم اپنے علاقے میں جا سکتے ہیں نہ ہم سیاست کر سکتے ہیں نہ ہم وہاں کوئی ایسا کام کر سکتے ہیں کہ عوام ہم سے راضی ہوں۔ لہذا میں اپنے چیف منٹر صاحب سے یا پورے بلوچستان کے جتنے ہمارے ممبر ہیں سب ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔ سب کا حق ہے گورنمنٹ کا کہ ان کو سیکوڑی دے دے، اگر نہیں ہوا ہمارے ساتھ جو ہوا اس کا ذمہ دار ہمارے بالا دست ہیں۔ thank you otherwise

میڈم چیئرپرنسن: آیا مشترکہ مذمتی قرارداد منظور کی جائے؟

حاجی محمد اسلام بلوج: اس کو ہاؤس کی متفقہ قرارداد کر دیں۔

میڈم چیئرپرنسن: آیا متفقہ مذمتی قرارداد منظور کی جائے؟ متفقہ مذمتی قرارداد منظور ہوئی۔ میر سرفراز احمد بگٹی، میر محمد عاصم کرد گیلو۔۔۔ (مداخلت)

محترمہ حسن بانورخانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم چیئرپرنسن: پہلے اگر اسکو ہم مکمل کر لیں اس کے بعد۔ جی جی بولیں۔

محترمہ حسن بانورخانی: میڈم اسپیکر! میں نے ایک چھوٹی سی بات کرنی تھی۔ یہاں 19 تاریخ کے اجلاس میں میرے دو ممبروں نے چھوٹی سی بات پہ آپ میں بحث و مباحثہ ہوا۔ تو اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے بالکل یہ بات اچھی نہیں لگی کہ ایک دوسرے پر ہو ٹنگ کرنا کالج کے بچوں کی طرح اور ایک دوسرے کے خاندانوں تک پہنچانا یہ کوئی مناسب بات نہیں ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ ان دونوں ممبر کو چیئر میں بلا کے ان کی آپ میں جو غلط فہمیاں ہیں انہیں دو کر دیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میڈم شنگفتہ نے جو میڈم یا جو بلیک میلنگ کی اُس کے لئے میری بات کہنا کافی ہے کہ نہ وہ کوئی احسان کرتی ہے نہ ہم نے کوئی احسان کیا ہے۔ اگر ہم خدمت کرتے ہیں اگر چالیس سال اُس نے خدمت کی ہے۔ تو اُس کا وہ معاوضہ لیتی رہیں، ان کی تنخواہ ملتی رہی ہے۔ اب پانچ جوں کو ہمارا

پورا ہو جائیگا پھر میں روڈ پر بیٹھ کر یہ رونا دھونا شروع کر دوں کہ میری مراعات کیوں لیئے آپ لوگوں نے tenure کے مجھے میری تنخواہ کیوں نہیں دی جا رہی تو ہم نے جو کچھ کیا وہ کسی پر کوئی احسان نہیں ہے۔ آج اگر ہم ایک بندے کی غلط اور ناجائز بات مانیں گے تو کل ہر دوسرا بندہ یہاں کھڑا ہو کر یہی حرکتیں کرنا شروع کرے گا۔ تو ہر ایک بندے کا ظالم چیزیں ہوتا ہے۔ چاہے ہم سیاستدانوں کا ہو چاہے گورنمنٹ آفیسر کا ہو تو ان کو ہمیں احسان جتنا کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی۔ ہم اُس کے بد لے میں اپنی تنخواہیں لیتے رہتے ہیں اور ان کے بد لے میں ہم جا کے کچھ دیتے ہیں۔ اگر وہ اتنے خدمت گزار ہے۔ تو پھر میں اُسے دعوت دیتی ہوں۔ وہ پسمندہ علاقوں میں جا کر خدمت کرے۔ وہاں ہم اُسے گھر بھی دینے، بنگلہ بھی دینے اور لاکھوں کے حساب سے تنخواہ بھی اُسے دیں گے۔ اگر وہ اس offer کو قبول کرتا ہے ضلع چاغی کی طرف جائے خاران کی طرف جائے۔ واشک کی طرف جائے تفتان کی طرف جائے۔ شہر میں بیٹھ کر ہم سب اپنے کو ہڑلے سے اپنے آپ کو کہہ دیتے کہ ہم خدمت کرتے ہیں۔ خدمت تو وہ ہوتی ہے جہاں پر کوئی بندہ نہیں ہوتا۔ وہاں جا کر خدمت کرے پھر ہم آپ کی خدمت کو مانتے ہیں۔

میدیم چیئر پرسن: بہت شکریہ۔ میر سرفراز احمد بٹی، میر محمد عاصم کرد گیلو، جناب طاہر محمود خان، میر عبدالماجد ابرٹو، جناب پنس احمد علی، سید محمد رضا، صوبائی وزراء جناب عبدالرحیم زیارت وال، قائد حزب اختلاف، آغا سید لیاقت علی، جناب عبداللہ جان بابت، جناب نصر اللہ خان زیری، سردار غلام مصطفیٰ خان ترین، سردار رضا محمد بڑیج، میر جان محمد خان جمالی، مولانا عبدالواسع، سردار عبدالرحمن کھیتران، جناب فتح محمد بلیدی، انجینئر زمرک خان اچکزی، میر مجیب الرحمن محمد حسنی، حاجی محمد اسلام، میر اظہار حسین خان کھوسم، حاجی محمد خان لہڑی، جناب ولیم جان برکت، محترمہ یاسمین لہڑی، ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ، محترمہ شمینہ خان، محترمہ کشور احمد جنک، محترمہ عارفہ صدیق، محترمہ سپوشنگی اچکزی، محترمہ معصومہ حیات، محترمہ شاہدہ روف، محترمہ حسن بانور خشانی اور محترمہ انتیا عرفان، ارکین اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترک کفراردا نمبر 118 پیش کریں۔ جی۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مواصلات و تعمیرات): ہر گاہ کہ حکومت بلوچستان کے معاشی حالات پاکستان کے دیگر صوبوں کے مقابلے میں انتہائی کمزور ہیں۔ لوگوں کی معیشت کا دار و مدار زیادہ تر زراعت پر مخصر ہے۔ بلوچستان کے کل 132 اضلاع میں سے صرف 4 اضلاع میں نہری پانی موجود ہے۔ جبکہ دیگر کم و بیش 25 اضلاع میں زراعت کا دار و مدار ٹیوب ویلوں پر ہے۔ بھی کی کمی کا سلسہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ نیز بارشوں کی کمی کی وجہ سے مسائل میں کئی گناہ اضافہ ہوا ہے۔ ہمارے زمیندار اکاشت کا رانہتائی مشکل حالات میں زندگی بس رکر رہے ہیں۔ حکومت بلوچستان نے سال 2001ء سے زرعی آمدن پر انکمیں لگا دیا ہے جو 80 ہزار روپے سے زیادہ آمدان والے کاشت کاروں پر لاگو

ہوتا ہے۔ جبکہ 3 لاکھ سے زیادہ آمدن والے کاشت کار پر 15% ٹکس لگتا ہے۔ جو کہ انہائی زیادہ ہے۔ اور ہمارے کاشت کار اس کی ادائیگی کے قابل نہیں حکومت بلوچستان کے واجبات دن بدن کاشت کاروں کے ذمے اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں کاشت کاروں میں انہائی تشویش پائی جاتی ہے۔ نیز حکومت نے جب بھی زرعی انکم ٹکس کی وصولی کیلئے سختی شروع کی تو کاشت کاروں کیلئے ادائیگی کا کوئی ذریعہ نہیں ہوگا۔ اور پھر زمیندار مجبوراً احتجاج کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے ہڑتا لوں پر ٹکس گے جسکی وجہ سے حالات خرابی کی طرف جاسکتے ہیں۔ مزید بآں یہ وقت کاشت کاروں کو سہولت فراہم کرنے کا ہے نہ کہ ان سے ٹکس وصول کرنے کا۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ ان ٹکس کے علاوہ زمینداروں سے آبیانہ و عشر پہلے ہی وصول کیا جا رہا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ ان ٹکس کے علاوہ زرعی آمدن ٹکس 2001ء کو فوری طور پر واپس لے اور تمام زمینداروں کے واجبات کو معاف کرنے کیلئے عملی اقدامات کیے جائیں تاکہ زمینداروں کی مشکلات کا سد باب ممکن ہو سکے۔

میڈم چیئرمین: شکریہ مشتر کہ قرارداد نمبر 118 پیش ہوئی۔ کیا محکمین میں سے کوئی ایک اپنی مشتر کہ قرارداد کی وضاحت فرمائیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ محترمہ اسپیکر صاحب! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے بلوچستان کے چار اضلاع میں نہری سسٹم ہے اُس کے علاوہ بلوچستان کے جتنے بھی ڈسٹرکٹس ہیں وہاں سوائے ٹیوب ویلوں کے لوگوں کی اور گزر برلنہیں ہے۔ بلوچستان کے 80% لوگ ٹیوب ویلوں سے اپنا گزارا کرتے ہیں۔ اور محترمہ! آپ کو یاد ہو گا جو پھصلی دہائی میں بلوچستان میں قحط سالی آئی تھی، 2006ء اور 2007ء میں تو بلوچستان کے جتنے بھی باغات تھے لوگوں نے انہیں اپنے بچوں کی طرح پالا تھا وہ سارے خشک ہو گئے اور لوگ مجبور ہو کر ان کو کاٹا شروع کیا۔ آپ ہمنہ اور اوڑک کی مثال لے لیں میں اسی عرصے میں گیا تھا جب میں ریونیو منستر تھا تو دیکھا کہ لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے جس درختوں کو انہوں نے پالا تھا وہ ساروں کو کاٹ رہے تھے ٹال بنائے تھے اسی طرح مسلم باغ کا بھی میں نے دورہ کیا تھا آپ کے مستونگ کا بھی یہ سارے ایک جیسے تھے اور آپ کے کران میں کھجوروں کے درخت ہیں اس کو بھی کاٹ رہے تھے۔ اور اسی انشاء میں بلوچستان میں جو ہماری مالداری کا سسٹم بالکل تباہ ہو کر رہ گیا ہے۔ 35 لاکھ مال کاٹ رہے تھے۔ اور اسی انشاء میں بلوچستان میں جو ہماری مالداری کا سسٹم بالکل تباہ ہو کر رہ گیا ہے۔ 35 لاکھ مال مویشی ایک طویل قحط سالی تھی ہمارے بلوچی میں اس کو ”ڈکاں“ کہتے ہیں۔ اور پھر ان لوگ ”تورکا ختی“ کہتے ہیں۔ یہ تورکا ختی کا سال تھا۔ بالکل بلوچستان مفلوج ہو کر رہ گیا۔ باغات سارے تباہ ہو گئے اور اس کے بعد ہمارے 35 لاکھ مال مویشی بلوچستان میں مر گئے۔ اسپیکر صاحب! 2001ء میں ایک آرڈیننس پاس ہوا کہ زرعی ٹکس لگنا چاہے آرڈیننس تین مہینے کے لئے ہوتا ہے اگر اس کو پر اس سبکی سے کوئی پاس نہیں کیا جائے وہ اپنے آپ ختم ہو جاتا ہے۔

مگر اس کے بعد ایک سینکڑی فناں نے لکھ کر دیا کہ یہ لاگو ہے۔ ابھی آپ کے جوابیں بی آر میں ہے بلوچستان کے غریب کاشتکاروں کے ذمے پانچ کروڑ، تین کروڑ، سات کروڑ، یہ نوٹسیس نکال رہے ہیں ہمارے جتنے بھی زمیندار ہیں وہ سارے پریشان ہیں یہ کیا ہے۔ آیانہ، عشر، جو بلوچستان کی قدیم روایات ہیں، وہ تو سارے زمیندار مشکل میں ہیں۔ بی بی! آپ کو میں بتاتا چلوں کہ بلوچستان کے زمیندار یہ ہمارے ماشاء اللہ جتنے بھی ہیں ان کی واسطہ داری زمینداری سے ہے ان کے عزیز ہیں میرے بھی ہیں یہ بیل نہیں دے سکتے ہیں۔ وہ جو آٹھ ہزار سے بارہ ہزار کیا وہ بھی نہیں دے سکتے ہیں آیا ہر روز روڑوں پر مظاہرے ہوتے تھے آپ کو یاد ہو گا کہ ہزار بھنگی پر مظاہرہ ہوا یہ ٹیوب ویلوں کے بلوں کے اوپر آٹھ دس لوگ مارے گئے شہید ہوئے وہ سارے بھی بدجنتی تھی کیونکہ ان کے پاس پیسے نہیں ہیں ابھی اوپر جو بھلی کی fluctuation ہے۔ بھلی چار سو پاور تک دنی چاہیے ادھر 150 یا 200 ولٹ ہوتا ہے بھلی آتی ہے جاتی ہے ان کے سارے ٹیوب ویلوں کے موڑ وغیرہ جل جاتے ہیں وہ محنت مزدوری کر کے ان کو بنا نہیں سکتے۔ یہ ٹیکس کہاں سے دیں گے؟ اور یہ ٹیکس نہیں دیں گے اس کافوری ایکشن ہو گا گورنمنٹ بولے لگی ہمیں ٹیکس دو بیچارے نہیں دیدیں پھر روڑوں پر دھرنا پھر ہڑتا لیں ہوں گی آنسو گیس ہو گی فائزگ ہو گی پھر لوگ مریں گے۔ تو میں نے اس ہاؤس نے بھی سارے اس کو کیا کہ اس ٹیکس کو جو بلوچستان کے لوگ نہیں دے سکتے اور اسمبلی سے بھی پاس نہیں ہوا ہے برائے مہربانی یہ ایف بی آر کو آ کو بتا دیں کہ اسکو روکے یہ بلوچستان کے لوگوں پر لا گو نہیں ہو سکتا۔ یہاں لوگوں کو پانی پینے کیلئے نہیں ہے۔ ابھی کچھی کے لوگوں کے لئے پینے کا پانی نہیں ہے۔ تو یہ ٹیکس کہاں سے دیں گے؟ لوگوں کی گزر بسر چار بوری گندم کی ملتی ہے اسی سے اپنا گزران کر لیتے ہیں کچھ ان کی مالداری ہے انکا دودھ پیتے ہیں۔ میڈم چیئرپرسن! میری یہی ساری اسمبلی سے بھی التماس ہے مہربانی کریں اس ٹیکس کو بلوچستان کے لوگ نہ دے سکتے ہیں نہ ان پر لا گو ہو سکتا ہے۔

میڈم چیئرپرسن: گیلو صاحب! ماضی میں ویسے جتنے آرڈیننس مارشل لاءَ ڈور کے تھے ان کو اٹھا رہو یہ ترمیم میں ان کو لیگل قرار دیا گیا ہے۔ ان آرڈیننس میں ترمیم ویسے لاسکتے ہیں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو: وہ آڈیننس اسے پاس ہونے چاہئیں۔

سردار مصطفیٰ خان ترین: حقیقت میں یہ ایک دونوں کا مطالبه نہیں پورے پستون بلوج صوبے کا مطالبا ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ ہماری زندگی کا دار و مار زمینداری پر ہے اور آج کل جو یہ سات سال سے جو زمیندار کی تباہی ہوئی ہے ایک تو اللہ کی طرف سے بازیں کم ہو گئیں اور دوسرا یہاں ہماری واپڈا کی وجہ سے ہمارے زمیندار سب در بدر ہو گئے۔ اگر ہم ریکارڈ لائیں تو سات سال میں لاکھوں درخت ہمارے زمینداروں کے پانی نہ ہونے کی وجہ سے

کٹ گئے۔ ہمارے پہاڑوں کے لوگ مجبور ہو کر اپنے گھر چھوڑ کے شہروں کی طرف آگئے۔ ہمارے زمیندار اپنی زمینداری چھوڑ دی، وہاں پانی نہیں مل رہا ہے۔ ہمارے صوبے میں ڈیم نہیں بن رہے ہیں۔ ہمارے صوبے میں اگر ڈیم بن جاتے تھے تو ان مشکلات میں ہم لوگ نہیں سختے ایک طرف ڈیم نہیں بنارہے ہیں دوسری طرف واپڈا ظلم کر رہی ہے اور تیسرا طرف سے پھر مرکز دغیرہ جو ہمارے صوبے کی بر بادی کا انہوں نے فیصلہ کیا ہے وہ کر رہا ہے۔ میڈیم! آپ آج کاریکار ڈاٹھائیں زمیندار کو دو گھنٹے بھلی نہیں ملتی ہے۔ اور ہماری جو گندم کی ساری نصل بر باد ہو چکی ہے۔ آپ جا کر کے کل پوچھیں ہر ڈی سی سے آپ ریکارڈ منگوالیں ہمارے زمینداروں نے جو گندم لگائے تھے وہ بر باد ہو گئی۔ مرکز کہتا ہے کہ پاکستان آباد ہو چکا ہے۔ لیکن بلوچستان کو انہوں نے بر باد کیا۔ زمیندار کو بر باد کیا۔ اس واپڈا چیف سے ہم دو دفعہ ملے ہیں کہ خدا را اس بھلی کو صحیح کریں آپ کیا کر رہے ہیں آپ بھلی کا بل مانگ رہے ہیں آپ کہتے ہیں کہ آپ کے ساتھ معاملہ ہو چکا ہے کہ آپ کو دس گھنٹے بھلی دینا ہو گی اور ہمیں دس ہزار روپے آپ کو دینا ہونگے لیکن ہمیں دو گھنٹے بھلی نہیں ملتی اور ہم سے دس گھنٹے کا حساب وہ لوگ مانگتے ہیں۔ یہ کب تک ہم لوگ برداشت کریں گے؟۔ یہ صوبہ کب تک یہ ظلم کے اس دہائی میں وہ پڑے رہیں گے؟۔ لیکن یہ میڈیم ابھی اگر ہم لوگ چاہتے ہیں یہ اسمبلی اگر صحیح معنوں میں اس صوبے کی نمائیں دیں گی کرتا ہے اور صحیح معنوں میں عوام کے مسائل پر توجہ دیں، یہ چھوٹے موٹے ہیں لیکن ہمارا سارا دار و مدار زراعت پر ہے۔ ہمارے زراعت بر باد ہو چکا ہے۔ جو ابھی انہوں نے ٹیکس لگایا ہے اس کو فوری طور ختم کیا جائے۔ یہ ہماری برداشت میں نہیں ہے۔ ابھی لوگوں نے جو قرض لئے ہوئے ہیں بینک سے اس کے پیچھے بھی وہ لوگ جارہے ہیں۔ ان کے پاس اتنا نہیں ہے کہ اپنے رات کا وہ چولہا جلا گئیں ان کو ایک دن کا وہ روٹی نہیں مکا سکتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ آپ مجھے بل دیدیں آپ مجھے ٹیکس دیدیں ٹھیک ہے یا آپ کا حق ہے لیکن ہمارے حق بھی آپ تسلیم کرو۔ ہم کو بھلی دیدیں ہمیں ڈیم دیدیں ہمیں زراعت میں جو آپ پنجاب اور روسروں کی طرح آپ ان کو وہ دے رہے ہیں اس صوبے کو بھی وہی مراعات دیدیں۔ یہاں ہمارے زراعت بر باد ہو رہے ہیں۔ اور وہاں باقی صوبوں کا زراعت اتنے آگے چلے گئے کہ ابھی وہ ہر چیز کا تجربہ کر رہے ہیں۔ وہ بھی پنجاب ابھی سیب لگانا بھی شروع کریں گے۔ اُس دن انہوں نے بتایا کہ ابھی وہ سیب بھی لگائیں گے، وہ انار بھی لگائیں گے، وہ آگے چل رہے ہیں اور ہمیں بر باد کر رہا ہے۔ لہذا ہمارا مطالبہ ہے کہ اس ٹیکس کو فوری طور پر ختم کریں۔ اور دوسری بات یہ ہے میڈیم کہ واپڈا نے ظلم شروع کیا ہے اسکو فوراً بند کیا جائے زمینداروں کو دس گھنٹے بھلی جو معاملہ مرکز کے ساتھ ہوا ہے اُس پر عملدرآمد کریں۔ شکریہ۔

میڈیم چیئرمین: Thank you so much. جی ڈاکٹر منع اسحاق صالحہ۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: شکریہ میڈم چیئرمین۔ یہ واقعی اہم قرارداد ہے اس میں کوئی دورائے نہیں ہیں کہ ہمارا زراعت کا دارود مدارز راعت پر ہے اور کاشتکاری کی حوصلہ افزائی کرنا ہیں۔ پندرہ فیصد ٹکیس لگانا شروع کر دیا ہے جو کہ انتہائی نامناسب ہے۔ کیونکہ تیج، ڈیزل اور بجلی انتہائی مہنگے ہیں اور جب اُنکے فصل تیار ہوتے ہیں ان کو اتنے پیسے نہیں ملتے ہیں جن کے وہ حقدار ہوتے ہیں۔ اس کو بھی اس قرارداد کا حصہ بنایا جائے کہ tax on services کی مدد میں بھی پندرہ فیصد ٹکیس وصول کیا جاتا ہے۔ بالخصوص ابھی تو بلوچستان روینیوا تحارثی کے ذریعے رجسٹریشن اور پندرہ فیصد ٹکیس کو بھی ضروری قرار دے دیا گیا ہے جس سے نہ صرف بلوچستان کے عوام جو معاشی طور پر پسمند ہیں اُن پر بھی بوجھ بڑھ گیا ہے بلکہ اس سے بھی صنعت اور تعمیراتی کاموں کا جو معیار ہے وہ بھی متاثر ہو گیا ہے۔ اس میں یہ ہے میڈم اسپیکر میں سمجھتی ہوں کہ اس کو بھی کم کیا جائے جتنا دیگر صوبوں میں کاشتکاروں کو اور جو ہے وہ ٹکیس فری زو ن ہیں۔ صرف میرے خیال میں یہ بلوچستان کے ساتھ جو پندرہ فیصد ٹکیس ہے یہ لگایا گیا ہے تو یہ انتہائی غیر نامناسب روایہ ہے اور اس سے نہ صرف صنعت کی فروغ کو تقویت میں سمجھتی ہوں ملے گی بلکہ تعمیراتی شعبوں میں بھی جو کام کا معیار ہے اُس کا بھی متاثر ہونے کا خدشہ ہے۔ شکریہ۔

میڈم چیئرمین: شکریہ۔ جی نصر اللہ میرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: شکریہ میڈم چیئرمین۔ جو قرارداد ہاؤس کے سامنے ہے یقیناً یہ یہیت کی حامل ہے 2001ء میں جب یہاں اس ملک میں فوجی آمریت تھی جزل مشرف اُس ڈور میں اُن کی حکومت تھی اُس ڈور میں یہ ٹکیس نافذ کیا گیا۔ اور یقیناً یہ ٹکیس جب لاگو ہوا ہمارے بہت سارے زمینداروں پر اب واجبات اُس پر ہر ماہ، ہر سال وہ بڑھتے جا رہے ہیں۔ اور ہمارے زمیندار جس طرح سردار صاحب نے کہا کہ اُن میں اتنی سکت نہیں ہے کہ وہ اس ٹکیس کو جو 2001ء میں لگایا گیا تھا وہ اُس کو ادا کر سکیں۔ کیونکہ مسلسل اگر آپ 1996ء کے بعد مسلسل آٹھ سال یہاں قحط رہا۔ یہاں خشک سالی رہی۔ اُس وقت جب ہم نے ہماری پارٹی نے ایک سروے کیا تھا کم و بیش چالیس لاکھ درخت لوگوں نے کاٹے تھے۔ لاکھوں کی تعداد میں مال مویشی ہلاک ہو گئے تھے۔ لوگ مائیگریٹ ہو گئے جتنے بھی وہ ڈسٹرکٹس تھے جہاں زمینداری ہو رہی تھی وہاں سب کچھ بتاہ ہوا لوگ بیچا رے کوئی کراچی چلے گئے کوئی پنجاب چلے گئے اُن کا سالانہ جو ان کو مل رہا تھا کسی زمیندار کو پانچ لاکھ کی کو دس لاکھ وہ سب کچھ ختم ہوا۔ پھر بعد میں یہ ٹکیس لگا۔ اب یہ صورتحال ہے آپ خود میڈم چیئرمین! کہ اس سال بھی بارشیں نہیں ہوئیں۔ ابھی چند دن پہلے کچھ بارشیں ہوئیں اس سے کچھ حالات شاید بہتر ہو جائیں۔ لیکن بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے اب پھر ہمارے زمینداروں کی حالت بڑی ہے۔ ابھی یہ جو ٹکیس لگایا گیا ہے یہ ٹکیس میں سمجھتا ہوں کہ اس کو فوری طور پر ختم ہونا چاہئے تاکہ ہم لوگ

ہمارے زمینداروں کو وہ ہڑتال پر تھے۔ آج بھی وہ سوچ رہے ہیں کہ ہم احتجاج اور ہڑتال پر جائیں گے۔ لہذا میں اس اسمبلی کو کم از کم، جس ٹیکس کو ہمارے زمینداروں کو اس کو منٹنی قرار دینے کے لئے اس کو ختم کرنے کے لئے ہم یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور کریں اور حکومت سے کہیں کہ وہ فوری طور پر نوٹیفیکیشن جاری کرے۔ شکریہ میدم۔

میدم چیئرمین: شکریہ۔ جی اظہار حسین کھوسہ صاحب۔

میرا اظہار حسین کھوسہ: شکریہ میدم چیئرمین! آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آج آپ chair کر رہی ہیں یہ قرارداد میر عاصم خان کر گیلو اور انکے دوست لائے ہیں اور یہ بہت ہی اہم قرارداد ہے جو ہم پر 2001ء میں ٹیکس لاگو کیا گیا مجھے تھوڑا سا نامم دے دیجئے گا میں آپ کو تفصیلًا بتا دوں گا کہ سندھ میں یہی ٹیکس پیدی پر چاول پر اٹھائی روپے اٹھتر پیے ہیں۔ جو ہمارے پاس یہ جا کر کے آبیانہ فی ایکڑ خریف کا بنتا ہے اٹھائی روپے اٹھتر پیے۔ ترپن پیے ہیں، تمیں پیے اور ایک سو پینتالیس روپے ہیں۔ اور اسی طرح عشرہ میں تین سوتیں روپے ہیں۔ plus یہ جا کر کے بننے ہیں چھ سو چھتر روپے تراہی پیے۔ یہی سندھ میں اٹھتر روپے۔ یہ سندھ کا اسٹیٹمنٹ ہے میرے پاس۔ اور پانی سندھ سے آتا ہے۔ پٹ فیڈر کو پانی دے رہا ہے سندھ سے آتا ہے شاہی وہاں پانی دے رہا ہے سندھ سے آتا ہے اور یہی اوچ کو دریائے سندھ سے آتا ہے۔ اور وہی شاہی وہاں مشرق میں بلوچستان ہے مغرب پر سندھ آ جاتا ہے۔ اور یہی جا کر کے میدم آپ کو کو بتاتا ہوں تھوڑا سا میں نامم لوں گا فرض کریں مسٹر رحیم اُس کی کل آمدنی پانچ لاکھ روپے ہے۔ کاشت پرانے والے اخراجات دولاکھروپے۔ قابل ٹیکس آمدنی یہ بلوچستان کی طرف سے ہے تین لاکھ روپے ہے۔ بنیادی اتنی آسی ہزار بقا یا بچتا ہے اُس کے پاس دولاکھ بیس ہزار۔ دولاکھ بیس ہزار پر میں کچھ پڑھ کے بتا دیتا ہوں اس کیس میں زرعی آنکھ ٹیکس ساڑھے سات ہزار روپے ہے اور اسکے علاوہ دولاکھ روپے پر یہ علیحدہ پھر ٹیکس ہے۔ دولاکھ روپے پر رقم کا دس فیصد جو اس طرح سات ہزار پانچ سوروپے جمع دولاکھ روپے، دس فیصد، یعنی دولاکھ روپے۔ نو ہزار پانچ سوروپے۔ سات ہزار پانچ سوروپے۔ سترہ ہزار کا یہ علیحدہ پھر۔ یہ اگر لیکچر ٹیکس ہے یہ سندھ میں نہیں ہے۔ سندھ میں ایک ہی ٹیکس ہے وہ پیدی ہی پر ہے اسی طرح شوگر کین پر ٹیکس ہے کائن پر ہے فودر پر ہے باجرہ پر ہے اور اسی طرح جو moisture جس طرح چنایا گیا ہوں اس طرح کے جوان کو پانی نہیں دیا جاتا اُن پر کوئی ٹیکس نہیں ہیں۔ یہاں ربع پر بھی ٹیکس ہے اور خریف پر بھی ٹیکس ہے۔ ہمارے جو بارانی علاقے ہیں اُن پر ٹیکس تو ہونا ہی نہیں چاہیے۔ جس طرح میر عاصم کردا اور جس طرح اوپر والے جو پٹ فیڈر سے بیرون پر بیٹھے ہیں اُن پر ٹیکس تو نہیں ہونے چاہیے، اور اس طرف آ جائیں۔ جب ٹیکس لے جاتے ہیں پھر ہمیں ریلیف اُس کا نہیں ملتا۔ کوئی اگر لیکچر آفیسر وہاں نہیں ہے۔ کوئی وہاں آپ کو آ کے سکھانے کے لئے کوئی تیار نہیں ہے۔ ار گیکشن کا کوئی ایس ڈی او، ایکس ای ای این

نہیں ہے۔ کسان وہاں جاتا ہے وہ جا کر کے جب سیلا ب آتا ہے جب آگ لگتی ہے کسان جاتا ہے۔ کوئی ایس ڈی انہیں ہے کوئی ایکس ای این نہیں ہے کوئی ایگر لیکچر آفیسر وہاں نہیں ہے۔ ہم چھوٹے ہوتے تھے، سردار شعیب خان ہمارے سکرٹری بیٹھے ہوئے ہیں ان کو سب چیزیں پتہ ہیں یہ بھی ایگر لیکچر ہمارے وہاں پر۔ جب ہم چھوٹے ہوتے تھے وہاں یہاں کے تھرو یہ 1980, 1985, 1990ء میں وہاں اپرے کیا جاتا تھا آج وہاں حالت ایسی ہے کہ وہاں کوئی نہیں ہے کوئی ریلیف نہیں ملتا ہے۔ وہاں کے کاشتکار بڑی مصیبتوں میں ہیں۔ میری اسمبلی ممبران سے گزارش ہے کہ اب زمیندار نہیں کہیں زمیندار کی بات اب ختم ہو گئی ہے اب کاشتکار کہیں کسان کہیں۔ زمیندار پھر وہ بہت بڑا نام آ جاتا ہے کہ وہ بہت بڑے ہیں زمیندار ہیں۔ اب حالت سب کی بُری ہے۔ سارے ہم کسی، چاہے بڑھان ہوں چاہے بلوچ ہوں چاہے سندھی ہوں کوئی بھی ہوسب کے پندرہ پندرہ ایکڑ ہیں۔ اور اس کے ساتھ ایک اور اہم بات۔ اپنیکر! آپ کو یہ میں دے رہا ہوں۔ اس میں ہے کہ No land tax should be levied on holding up to sixteen acres. یہ سندھ کا ہے۔ سولہ ایکڑ پر کوئی ٹکنیکس نہیں ہے۔ یہ ایگر لیکچر ہے۔ اور بتیں ایکڑ جونان ایگر لیکچر ہے اس پر کوئی ٹکنیکس نہیں ہے۔ سندھ اور ہم ایک دوسرے کے ساتھ touch ہیں۔ اُسی دریا سے ہم پانی پیتے ہیں۔ تو یہ میں آپ کو دیتا ہوں۔ تو اس پر خاص یہ 2001ء کا ٹکنیکس ختم ہو جانا چاہیے یہ جو ایگر لیکچر کا ٹکنیکس ہے یہ نہیں ہونا چاہئے خاص کر کاشتکار بڑے پریشان ہیں۔ پانی پہلے سے نہیں ہے حالات آپ دیکھ لیں چاہے مکران بیلٹ ہو چاہے پشتوں بیلٹ ہو۔ کاشتکار بچارے سارے تکالیف میں ہیں سارے پریشان ہیں۔ ٹیوب ویل پانی نہیں دے پاتا۔ اب جس طرح پانی اگر ٹیوب ویل دے ہے تو بجلی نہیں ہے۔ سولہ سیٹم نہیں ہے بیچاروں کے پاس۔ یہ تکالیف میں ہیں یہ سب پریشانیوں میں بتلا ہیں۔ تو اس پر یہ ٹکنیکس ختم کرنے چاہیں اور اس کے ساتھ ساتھ سولہ ایکڑ جو exempt ہے اُسکو بھی ختم کر دینا چاہئے۔ 32 ایکڑ اور سولہ ایکڑ۔ اسی کے ساتھ ساتھ میں آپ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں بڑی مہربانی۔

میدم چیئرمیشن: ٹھیک ہے شکر یہ۔ جی ڈاکٹر حامد صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: شکر یہ بڑی مہربانی آپ کی کہ آپ نے اس موضوع پر مجھے بولنے کا موقع دیا۔ مادام اپنیکر! معزز ممبران کی طرف سے تمام تجویز آگئیں۔ میں زیادہ ٹائم آپ کا نہیں لوں گا۔ یہ عجیب بات ہے کہ ہم یہاں سے بھی، اسلام میں بھی پتہ نہیں کس چیز میں مقابلہ کرتے ہیں کبھی ہندوستان کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں کبھی کس کے ساتھ، دنیا میں یہ اصول ہے کم از کم ہمارے یہ جو neighbouring countries ہیں جہاں قحط سالی آگئی تو ایک سال کے لئے وہاں بھلی، گیس، اور ٹکنیکس ان سے زمیندار مستثنی ہوتا ہے۔ یہ ایک تو ہمارے ہاں پتہ

نہیں کیا کس طرح بتاؤں پندرہ سال کی مسلسل قحط سالی نے یہاں جو بہتا ہوا پانی کا flow ہوتا تھا، پشتوں بلوج صوبے میں کدھری بھی نہیں ہے۔ تو ہے ایک آدھا س میں، یہاں پہاڑوں میں ہر جگہ پانی بہتا تھا اُس کی جھرنوں کی آوازیں آتی تھیں ابھی ہم اُس کو ترس رہے ہیں۔ تو اس خشک سالی کے نتیجے میں اور زمیندار بچارے کو چوبیں گھنٹے کے لئے جوانہوں نے کیونکہ کنٹریکٹ کیا ہے آٹھ بزرار روپے سالانہ یاد ہزار روپے سالانہ اُس کی عوض و اپڈیٹ بھی ایک گھنٹہ کبھی چار گھنٹے زیادہ سے زیادہ پانچ چھ گھنٹے زمیندار کو چوبیں گھنٹے میں پانی ملتا ہے۔ تو یہ اس کو ریاستی دہشتگردی کہیں یا بے ایمانی کہیں یا جو کچھ بھی کہیں کہ پیسے آپ سے سال کے کاٹے جائیں اور آپ کو بجلی دی جائے پانچ گھنٹے آٹھ گھنٹے، تو یہ تمام وہ محکرات ہیں بجلی ہمیں ملتی ہے پانچ گھنٹے ایک ہی پرسنٹ جو ہماری اکانومی ہے ہمارے پشتوں بلوج کی تو اس میں یہاں کے سوفٹ یا اسی فٹ یا نوے فٹ پانی کا لیول ہوا کرتا تھا وہ across the board سات سوفٹ سے آپ پانچ گھنٹے یا چھ گھنٹے کی بجلی سے کتنا پانی نکالیں گے اور اس سے آپ میرے خیال میں دس ایکڑ کاشت بھی نہیں کر سکیں گے۔ تو یہ on the top of it. کہ ”سرمودہ“ کے ”سرمودہ“ اسے ہی او لے پڑے“ ایک تو قحط سالی بجلی کی کمی اور پھر اس پر ٹیکس بھی آپ دے دیں۔ تو یہ جو آپ ٹریک جام اور رش دیکھ رہے ہیں جو روز بروز بڑھ رہا ہے۔ یہ گاؤں میں جوز مینڈار ہیں جو کاشکار ہیں وہ نان شبینہ کے محتاج ہیں کیونکہ وہاں نہیں کما سکتے شہر کی طرف مانگریٹ ہو رہے ہیں اور یہ کوئی آبادی دن دو گنی رات چوگئی ہو ہی ہے یہ تمام محکرات ہیں۔ تو اس کے مداوا کے لئے مصطفیٰ خان نے بڑی اچھی تجویز دی کہ ہمارے زیریں میں پانی کے لیول کو چارچنج کیا جائے۔ اُس دن ہم نے قرارداد کو بھی سپورٹ کی تھی اس کو بھی سپورٹ کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں سردى ہو جائے۔ تمام across the board پشتوں بلوج اُس میں میگا ہم نے پانچ کھرب روپے مانگے تھے چھپلی قرارداد میں۔ تو یہ سردوے کر کے یہ جو ہمارے ہاں کبھی کہتے ہیں کہ جو بارش ہوتی ہے ابھی بھی سیالاب آئے ہیں۔ یہ کوئی دس ملین سے لیکر کے چودہ ملین ایکڑ فٹ پانی وہ ڈرین ہو جاتا ہے ضائع ہو جاتا ہے اُس کو روکنے کے لئے میگا پروجنکلیس کی ضرورت ہے تاکہ صوبے میں واٹر لیول چارچنج ہوں اور ہم واپس پندرہ بیس سال پہلے یہ جو ہمارا واٹر لیول تھا اُس پر چلے جائیں تو اس کے لئے نہ صرف یہ کہ یہ ٹیکس معاف کیتے جائیں بلکہ ان کو بھلی بیچ اور ٹریکٹر زمفت دیتے جائیں۔ Thank you very much.

میدم چیئرپرنس: Thank you so much. ڈاکٹر صاحب۔ جی اظہار صاحب۔

میر اظہار حسین کھوسہ: اس کو ہاؤس کا حصہ بنایا جائے۔

میدم چیئرپرنس: ٹھیک ہے جی اسکو ہاؤس کا حصہ بنادیا جاتا ہے۔

میرا ظہار حسین کھوسہ: جس میں پیدی 88 روپے، 18 ایکٹر اور 32 ایکٹر exempt taxes ہیں سندھ میں۔ اور second جو دوباری ہے، اُس میں کوئی بھی انکا و نہیں ہے کوئی taxes نہیں ہے اُس پر۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ ویسے تو پانی سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے لیکن وہ moisture شروع ہو جاتا ہے۔

میڈم چیئرمین پرنسن: ٹھیک ہے۔ thank you۔ جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیڑکان: شکریہ میڈم چیئرمین میں صرف دو تین منٹ لوں گا۔ گزارش یہ ہے کہ ہمارے دوستوں نے کہا اس میں ہم بھی متاثر ہیں ہیں میرا ظہار کھوسہ نے جیسے کہا کہ زمیندار۔ ہم زمیندار ہیں کاشت کار ہیں۔ زمینیں تو بھٹو صاحب نے دوز رئی اصلاحات لائیں اُس میں سب کچھ چھین کر۔ سرمایہ داروں کے جو کارخانے تھے وہ کسی نے نہیں چھینے۔ زمیندار وہ باپ، دادا، پردادا، اتردادا، شردادا کے وہ سارے لے گئے۔ تو یہ ٹیکس جیسے انہوں نے ایک تجربہ پیش کیا میرا ظہار کھوسہ نے مسٹر عبدالرحیم پانچ لاکھ اُس کی آمدنی ہوتی ہے تو دولاکھ خرچے پر۔ دولاکھ خرچے پر نہیں جاتے ہیں میڈم چیئرمین۔ پانچ لاکھ کی آمدنی میں چار لاکھ خرچے میں چلے جاتے ہیں ایک لاکھ پھر اس میں تیج بھی ہے بزرگ بھی ہے سارا سلسلہ ہے اخراجات بھی ہیں پھر ٹیکس اور پر سے ہے۔ تو یہ ٹیکس یہاں کے لوگ ویسے ہی ہمارے دوستوں نے کہا نا۔ جی کہ قحط سالی، پھر اس پر سب سے زیادہ بجلی نے کروڑ دی۔ اس کے بقایا جات بھی آرہے ہیں 1991 سے زمیندار تھے، 15 ہزار سے تیس تیس چالیس پچاس اس طریقے سے کروڑوں میں چلا گیا لاکھوں میں چلا گیا اور بجلی کے بل کی بھی یہی صورتحال ہے کہ بل آرہا ہے اگر بھی، آج چیف جسٹس صاحب کہہ رہے تھے ”کہ مارشل لاء میں نہیں لگنے دوں گا“۔ مارشل لاء کسی سے پوچھ کرو وہ نہیں لگاتے۔ جس دن مارشل لاء لگا تو ہمارے علاقے میں انہوں نے کہا لوگوں کو کہ بجلی کے بل۔ وہ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے تو وہ جس آنگیٹھی میں آگ جلاتے ہیں تو وہ کپتان تھا یا مجرم صاحب تھے اُس نے کہا ”کہ اس میں گھس جاؤ“۔ اور وہ بیچارے سر اندر مارتار ہاؤٹنڈے کے زور سے، بندوق کے زور سے، زخمی ہو گیا یا کسی سے کہا ”کہ چار گھنٹے تک دھوپ کی سورج کی طرف دیکھتے رہو“۔ وہ آنکھوں سے آندھے ہو گئے تو مارشل لاء جب بھی لگتا ہے زدآ ور لگاتے ہیں اور زدرا اور، زدرا اور ہوتا ہے۔ نہ وہ چیف صاحب کے کنٹرول میں ہے نہ ہمارے کنٹرول میں ہے۔ انشاء اللہ وہ وقت جلدی آئیگا۔ تو یہ حالت ہو گئی کہ اتنے بقایا جات ہیں بجلی کی مد میں اور یہ زرعی۔ جیسے زیرے نے کہا کہ ہر آدمی جو سفید پوش ادھر چاہے ایوان میں آپ کو نظر آ رہا ہے یا باہر۔ وہ سارے یادھوپ دیکھ رہے ہوں گے یاؤٹنڈے کھا رہے ہوں گے یا آنگیٹھی میں سر مار رہے ہوں گے۔ تو یہ ایک وہ perception بنی ہوئی ہے کہ جی زمیندار۔ میں ایک چھوٹی سی مثال دے کر wind up کروں گا۔ ہماری زمینیں ساڑھے چار ہزار ایکٹر کا میرا فارم ہاؤس ہے۔

تین ہزار 1995ء کیڑاں میں تقریباً پچاس سالگھٹیوں ویلے لگے ہوئے ہیں۔ تو وہ ہمارے کاردار ہوتے ہیں کاردار ہمارا بڑا تھا وہ گیا گھوما اُس پر۔ میں نے کہا کاردار کیا پوزیشن ہے؟ اُس نے کہا ”ماشاء اللہ سردار! اس دفعہ تو بڑی آمدی ہے۔ بڑی فصل ہے۔ تو سردار صاحب خوش کہ اس دفعہ تو بہت کچھ ملے گا۔ جب وہ فصل اُٹھی تو اس نے بولا حساب لاوچھے کوئی نہ جانا ہے۔ تو ہمارے پھر وہ پیامہ جو ہوتا ہے کھائی ہوتی ہے سارا ہے چھ من کی۔ اُس نے کہا ”100 کھائی ہوئی ہیں سردار صاحب“۔ اُس نے کہا ماشاء اللہ۔ خوش ہو کر سردار بیٹھ گیا۔ اُس کے بعد بولا ”آ گے؟“۔ اُس نے بولا پچاس کھائی تو بزرگ لے گئے، پچاس نج گئی۔ بولا ”زلو ڈی میں نکل گئی“۔ یہ وہ جو اُس زمانے میں بیل چلتے تھے۔ بیل والا لے گیا۔ کرتے کرتے کوئی پانچ کھائی مطلب تمیں من یا پچس تیس من نج گئے۔ اُس نے کہا ”وہ، وہ تو ہوں گے؟“۔ اُس نے کہا ”نہیں وہ بھی کر پچی پر پچی ہو گئے“۔ تو زمیندار کے ساتھ یہ کاشنکار کے ساتھ ہر وقت کر پچی پر پچی ہوتی ہے۔ جہاں انہوں نے ٹیکس لینے ہیں جن سے لینے ہیں ان کے نزدیک کوئی نہیں جاتا۔ تو ہمارے دوست نے کہا ڈاکٹر صاحب نے جیسے فرمایا کہ بجلی۔ یہ کیا ٹیکس معاف ہونا چاہیے سارے ایوان کی طرف سے۔ ایوان کا اکل plus incentives day کا اکل سرمایہ یہی پانچ ایکڑ ایکڑ پچاس ایکڑ جو کاشت کار ہیں اُس کا ہے تو اس کی گزر بسراسی پر ہے۔ جیسے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ شہروں میں رش ہو گیا ادھر اگر آپ پان کی یا چھولے کی یا گول گھپے کے ریڑھی لگادیں تو جو مہینے میں کمالیتا ہے وہ سال میں زمیندار، کاشنکار نہیں کہا سکتا۔ اسی لیے شہروں پر رش ہو گیا ہے۔ لوگ بھوک کی وجہ سے افلاس کی وجہ سے غربت کی وجہ سے تعلیمی سہولتیں نہ ہونے کی وجہ سے میڈیکل سہولتیں نہ ہونے کی وجہ سے شہروں کا رخ کر رہے ہیں۔ تو اس کا واحد حل یہ ہے کہ جیسے ہمارے آپ دیکھیں زاہدان کا بارڈر ہے جہاں ہمارا قلندر بارڈر ہے اُس طرف دیکھیں ایران نے ٹوٹی بجلی زمینداروں کو مفت دی ہوئی ہے۔ اور مزید ہر قسم کے incentive incentive کے جیسے ہیں زمینداروں کو فرضہ دے دیا ہے نج دے رہے ہیں۔ بیل کی افزاں کر رہا ہے، بکرے کی افزاں کر رہا ہے، مرغی کی افزاں کر رہا ہے۔ یہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ یہ سفارش ہماری پورے ایوان کی طرف سے لے لیں۔

میڈم چیئرپرنس: Thank you so much.

سردار عبدالرحمن کھیڑان: جن کے نام نہیں ہیں بھی ان کے۔ یہم ازکم فوری طور پر صوبائی حکومت مہربانی فرما کر یہ زرعی ٹیکس جیسے، میں میر عبدالقدوس، فائدیوان کو appreciate کروں گا کہ اُس نے جو اخباری صنعت والوں کا جو 15% تھا، بیک جنپش قلم وہ کیا کہتے ہیں اُس کو ختم کیا۔ تو ٹائم بہت کم ہے۔ ایک چالیس، اکتالیس دن نج

گئے تو یہ بلوچستان پر احسان لگا کر جائیں، قوم کو اس طرف بھی گھمادیں۔ ان کا دیہا توں پر بہت بڑا احسان ہو گا۔ بہت زیادہ احسان ہو گا لوگوں کے لام کم از کم یہ جو پچھلے بقا یا جات ہیں ان سے بھی جان چھوٹ جائیگی اور یہ بھی، آئینہ اور پتہ نہیں کیا کیا، بہت کچھ ہم دیکھتے ہیں۔ تو یہ پورے ایوان کی طرف سے لے لیں۔ شکر یہ۔

میڈم چیئرمین: thank you سردار صاحب۔ قرارداد پر اور تو کوئی بات کرنا چاہ رہا ہے؟۔ اچھا، ویسے ایوان کی آگاہی کے لیے میں یہ ضرور بتانا چاہوں گی کہ ایک آڑ نیشن جو کہ 2001ء سے لا گو ہے، 17 سال کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود نہ توقیت حکومت اور اٹھار ہو یں آئینی ترا میم کے باوجود صوبے نے بھی اس بابت کوئی خاطر خواہ قانون سازی نہیں کی ہے۔ سر دست اس قرارداد کو منظور کر لیتے ہیں لیکن صوبائی حکومت اس ایوان کی متفقہ سفارش یا رائے کی پاسداری کرتے ہوئے ضروری قانون سازی کا اہتمام بھی کرے۔ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 118 منظور کی جائے؟۔ قرارداد منظور ہوئی۔ اور گلیو صاحب! آپ نے جوابت کی۔ اس کو میں اگر صرف اسی کو میں windup کروں اسی قرارداد سے متعلق ہے قرارداد منظور ہو گئی ہے صرف ایک information جو کہ میں دینا چاہتی ہوں کہ آڑ نیشن کے حوالے سے جو آپ کا سوال تھا اس میں یہ ہے کہ مطلب constitutionally اس کو legal cover دیا گیا ہے اس میں اگر ہم constitutional جو شق نمبر 270 ہے اس میں clear یہ کھلا ہوا ہے کہ مجلس شوریٰ، پارلیمنٹ، وفاقی فہرست قانون سازی کے حصہ اول میں شامل۔ کسی امر کے لیے قانون سازی کے مقررہ طریقے کے مطابق وضع کردہ قانون کے ذریعے 25 مارچ 1979ء اور 19 دسمبر 1971ء بشمل ہر دو روز کے درمیان وضع کردہ تمام اعلانات، فرمان صدر، مارشل لاء کے ضوابط مارشل لاء کے احکام اور دیگر قوانین کی توثیق کر سکے گا۔ اچھا! اس کا دوسرا جو دوسرا وہ کسی عدالت کے فیصلے کے باوجود شق 1 کے تحت مجلس شوریٰ یا پارلیمنٹ کے وضع کردہ کسی قانون پر کسی عدالت میں کسی بنا پر چاہے کچھ ہو اعتراض نہیں کیا جائیگا۔ اس کی جو شق نمبر 3 ہے وہ یہ ہے کہ شق A کے احکام اور کسی عدالت کے اس کے برخلاف کسی فیصلے کے باوجود یوم آغاز سے دو سال کے لیے ایسے تمام دستاویزات جن کاحوالہ شق نمبر 1 میں دیا گیا ہے جو جواز کو کسی عدالت میں کسی بھی بنا پر چاہے کچھ بھی ہو زیر بحث نہیں لایا جائیگا۔ کسی ہیئت، مجاز یا کسی شخص کی طرف سے تمام وضع کردہ احکام کی گئی کارروائیاں اور کیے گئے افعال جو 25 مارچ 1979ء اور 19 دسمبر 1971ء بشمل ہر دو روز کے مابین کسی فرمان صدر، مارشل لاء کے ضوابط، مارشل لاء کے احکام، موضوعہ قوانین، اعلانات، قواعد، احکام یا ضمنی قوانین سے حاصل شدہ اختیارات کے استعمال میں یا مذکورہ بالا اختیارات کے استعمال میں کسی ہیئت، مجاز کی طرف سے وضع کردہ احکام یا صادر کردہ سزاوں کی تقلیل میں وضع کیے گئے تھے۔ کی گئی تھی یا کیے گئے تھے۔ یا جن کا وضع کیا جانا یا کی جانا۔ یا کیا جانا مترشد ہوتا ہو۔ کسی عدالت

کسی فیصلے کے باوجود جائز طور پر اور ہمیشہ سے جائز طور پر وضع شدہ کی گئی یا کیے گئے متصور ہوں گے۔ تاہم ایسے کسی حکم، کسی کارروائی یا فعل کو مجلس شوریٰ یا پارلیمنٹ یوم آغاز سے دو سال کے عرصے کے اندر کسی بھی وقت ہر دو ایوانوں کی قرارداد کے ذریعے یا دو ایوانوں کے درمیان عدم اتفاق کی صورت میں کسی ایسی قرارداد کے ذریعے جو مشترکہ اجلاس میں منظور کی گئی ہو، ناجائز قرار دے سکتی ہے۔ نیز اس پر کسی کے سامنے کسی بھی وجہ سے چاہے جو کچھ ہو اعتراض نہیں کیا جائیگا۔ تو یہ کہنے کا مطلب ہے کہ جو legal cover دیا گیا ہے۔ جی. جی. آپ thank you point of order پر بات کریں زیرِ صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرِ صاحب: thank you چیئرمین۔ ایسا ہے کہ آج سے دو تین دن پہلے کچھ یہاں بارشیں بھی ہوتیں، سردی بھی بڑھی۔ ہفتہ دس دن سے سوئی صدران گیس کمپنی مختلف علاقوں میں رات کو 12 ایک بجے کے بعد اچانک drop کرتی ہے اس کی وجہ سے حادثات ہوئے ہیں۔ میرے اپنے علاقے ایسٹرن بائی پاس مسلم اتحاد کالونی میں رات کو واقع ہوا، دو بھائی صح اٹھے نماز کے لیے واپسی پر آئے تو انکو پتہ نہیں تھا کہ گیس دوبارہ آگئی ہے تو اس وجہ سے وہاں دھماکہ ہوا۔ اُس میں دو بھائی شدید زخمی ہوئے ایک BMC hospital کے burn ward میں ہے ایک یہاں civil hospital میں ہے۔ اس سے اگلے دن دوسرا واقعہ ہوا غوث آباد میں وہاں بھی ایک بوڑھا شخص تھا بزرگ تھا وہ صح گیا نماز پڑھنے کے لیے واپس آیا تو اس کے ساتھ بھی اس قسم کا حادثہ ہوا drop ہونے کی وجہ سے دھماکہ ہوا وہ شدید زخمی ہوا وہ بیچارہ حاجی عبدالقدوس نام تھا اُس کو کراچی لے گیا لیکن اگلے دن وہ بیچارہ وفات پا گیا۔ تو میڈم چیئرمین چیئرمین! یہ ہے کہ گیس کمپنی ایک طرف سے تو وہ گیس نہیں دے رہی ہے۔ گیس پریشر انتہائی کم ہے۔ پھر جب گیس پریشر کم ہوتا ہے نہ اخبارات میں کوئی اشتہار آ جاتا ہے نہ کسی ٹی وی چینل پر خبر آتی ہے کہ ہم نے اس نامم گیس پریشر کو drop کرنا ہے یا ہم نے گیس یہاں بند کرنی ہے لوڈ شیڈنگ کرنی ہے کوئی اطلاع نہیں ہے۔ حالانکہ یہ ہونا چاہیے کہ جس جس علاقے میں گیس پریشر کو drop کرنا ہے وہ باقاعدہ پہلے سے اس علاقے کے لوگوں کو مطلع کریں۔ لیکن اس کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ تین چار واقعات ہوئے ہیں اب ان بیچاروں کو جو زخمی پڑے ہیں جو ان لوگ ہیں ان کے ذمہ دار کون ہوں گے؟ جو بیچارہ فوت ہوا اس کی ذمہ داری کس کے اوپر آئیگی؟ تو میں آپ سے request کرتا ہوں کہ آپ گیس کے جی. ایم صاحب ہیں ہم نے پہلے بھی ان کو بلا یا تھا، ان کو آپ بلا لیں تاکہ overall ہم اس کے بارے میں پوچھیں اور تین چار جو واقعات ہوئے ہیں اس بارے میں ہم ان سے پوچھیں۔ شکریہ۔

میڈم چیئرمین: thank you جی۔ جی لیاقت آغا صاحب۔

آغا سید لیاقت علی: میڈم! سردار صاحب نے بات بتائی بھی تھی۔ اب مجھے فون موصول ہوا ہے اپنے حلقات سے پیشین سے کہ پیشین میں اس وقت بجلی کی جو پوزیشن ہے وہ زمینداروں کے لیے وہ بہت ہی کم ہے بہت ہی کمزور ہے۔ آپ یقین کریں کہ اس وقت بجلی کی جو پوزیشن ہے اس میں voltage drop ہوتی رہتی ہے جس سے زمینداروں کی موثر سرسریبل جل جاتے ہیں۔ ایک تو بجلی کم ہے پھر voltage کم ہے تو اس سلسلے میں میری بھی یہی گزارش ہے میں نے چیف منستر صاحب کے ساتھ بات کی تھی کہ واپڈا کے چیف کو ادھر بلایا جائے اور پیشین کے زمینداروں کو بھی بلایا جائے اور ان کو ایک ساتھ بٹھا کر کے کم سے کم جو جس تائم پر بجلی دیتے ہیں وہ انکی concentration سے بنا دیا جائے اور اس میں بجلی کی جو voltage ہے وہ پوری کی جائے تو یہ میری استدعا ہے یہ پہلے بھی اس طرح ہوا ہے پچھلے سال ہم نے کیا تھا اس دفعہ بھی یہی گزارش ہے کہ زمینداروں اور کیسکو کا یہاں جو چیف ہے ان کو بلایا جائے اور ہو سکیں تو چیف منستر یا چیف منستر ہاؤس میں چیف منستر صاحب کی موجودگی میں یہ میٹنگ بلائیں آپ کی بڑی نوازش۔

میڈم چیئرمین: جی اس موضوع پر، چلیں جی۔ معزر رکن اسمبلی کے گیس پریشر سے متعلق تحفظات گیس کمپنی کو اس سلسلے میں آگاہ کیا جائے اور وجوہات تحریری طور پر منگوائی جائیں۔ اس کیساتھ معزر رکن اسمبلی کا point of public interest نہیں کیا جاتا ہے۔ کوئی اور جی۔

آغا سید لیاقت علی: میڈم چیئرمین! پیشین میں واپڈا کی وقوف سے اپنے گرد اٹیشن سے بجلی کی صحیح سپلائی نہیں دے رہی ہے اور voltage drop بھی ہے اس سلسلے میں پچھلی دفعہ بھی سابق چیف منستر صاحب نے بھی میٹنگ بلائی تھی اس میں ہم سب تھے زمیندار اور کیسکو کے چیف بھی تھے، انہوں نے پھر promise کیا تھا اور باقاعدہ وہ انہوں نے تائم ٹیبل دیا تھا اور اسکی پابندی کی تھی اب پھر یہ وقت یہ سیز ان آگیا پانی کی بڑی اشد ضرورت ہے تو واپڈا والے ایک تو بجلی نہیں دے رہے ہیں جب دیتے ہی تو voltage drop ہو رہی ہے تو اس سلسلے میں میٹنگ بلائی جائے۔ پیشین کے زمینداروں کو اور واپڈا کے سی او کو بلا کر کے تاکہ ان کے درمیان ایک باقاعدہ معاهدہ ہو جائے وہ مل دیتے ہیں اور یہ لوگ بجلی ان کو سپلائی کریں تو یہ گزارش میں نے کی تھی point of order پر شکریہ۔

میڈم چیئرمین: اچھا جی آپ کا ویسے تو واقعی بہت اہم issue ہے اس میں کافی میٹنگز ہوتی ہیں۔ اسکو میں اس طرح سے کرتی ہوں کہ معزر رکن اسمبلی آغا لیاقت علی صاحب کی بجلی سے متعلق چیف کیسکو کو اراکین اسمبلی briefing کے لیے لکھیں گے۔ اور briefing کے لیے دن اور وقت مقرر کر کے سب کو inform کو

کیا جائیگا۔ thank you so much ہاں کسی اور کا کوئی point تو نہیں رہ گیا۔
 اب اسمبلی کا اجلاس بروز منگل مورخہ 24 اپریل 2018ء بوقت شام 4:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔
 (اسمبلی کا اجلاس شام 7 بجکر 3 منٹ پر اختتم پذیر ہوا)

